مسلسل اشاعت کا
29واں سال

تنظیم اسلامی کا ترجمان

32

ہفت روزہ
ندائے خلافت
لاہور

www.tanzeem.org

11 تا 17 صفر المظفر 1442ھ/ 29 ستمبر تا 5 اکتوبر 2020ء

ہم مسئول ہیں عزمِ مصمم اور سعی و جہد کے

ایک بندہ مومن کا کام یہ ہے کہ اپنا سب کچھ راہِ حق میں لا کر ڈال دے، اپنی قوت وصلاحیت، اپنی توانائیاں، اپنا مال اور اپنی جان اس کام کے لیے وقف کر دے، اس میں کھپا دے۔ تو جیسا کہ کہا گیا ہے کہ ”السعی منا والاتمام من اللہ“ کوشش کرنا ہمارے ذمہ ہے، کسی کام کی تکمیل کر دینا ہمارے بس میں نہیں ہے۔ اس کام کو تکمیل تک پہنچانا سراسر اللہ کے اذن اور اس کے فیصلہ پر منحصر ہے۔ اور اللہ کا اذن اور فیصلہ اس کی حکمت کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لیے ایک اجل معین کر رکھی ہے، ہم نہیں جانتے کہ اس نے اپنے دین کی نشاۃِ ثانیہ اور اس کے غلبہ واظہار کے دورِ ثانی کے لیے کون سا وقت مقرر فرمایا ہوا ہے۔ ہم کو نہیں معلوم کہ دین حق کے بالفعل قائم اور نافذ ہونے تک ابھی اللہ تعالیٰ کتنے قافلوں کو اُٹھائے، جو کچھ دور تک چلیں، چند کٹھن منازل طے کریں، اور پھر تھک ہار کر رہ جائیں۔ پھر کوئی دوسرا قافلہ ایک عزم نو کے ساتھ مترتب ہو اور آگے بڑھے اور اس جدوجہد کو کسی خاص حد تک لے جائے، ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ البتہ ہم یہ جان گئے ہیں اور یہ جان لینا ہی ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم مسئول ہیں عزم مصمم کرنے پر، اور ہم مسئول ہیں سعی وجہد پر، ہم مسئول ہیں اپنی سی کر گزرنے پر۔ اس راہ کے کسی ایک مرحلے کی تکمیل بھی ہمارے بس میں نہیں ہے، یہ صرف اللہ تعالیٰ کی تائید وتوفیق اور اس کی حکمت پر منحصر ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ!
دعوت دین کے کام کے لیے رہنمائی
قائد اعظم کا پاکستان اسلامی تھا؟
کلام نرم ونازک بے اثر
ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا
علم کی عظمت

شیاطین سے بچنے کا طریقہ

الھدیٰ (905)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

سُورۃُ المُؤمِنُون — بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ — آیات: 93 تا 98

قُلۡ رَّبِّ اِمَّا تُرِیَنِّیۡ مَا یُوۡعَدُوۡنَ ﴿۹۳﴾ رَبِّ فَلَا تَجۡعَلۡنِیۡ فِی الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۹۴﴾ وَ اِنَّا عَلٰۤی اَنۡ نُّرِیَکَ مَا نَعِدُہُمۡ لَقٰدِرُوۡنَ ﴿۹۵﴾ اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ السَّیِّئَۃَ ؕ نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا یَصِفُوۡنَ ﴿۹۶﴾ وَ قُلۡ رَّبِّ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ ہَمَزٰتِ الشَّیٰطِیۡنِ ﴿۹۷﴾ وَ اَعُوۡذُ بِکَ رَبِّ اَنۡ یَّحۡضُرُوۡنِ ﴿۹۸﴾

آیت: ۹۳ ﴿قُلۡ رَّبِّ اِمَّا تُرِیَنِّیۡ مَا یُوۡعَدُوۡنَ ﴿۹۳﴾﴾ ''(اے نبی ﷺ!) آپ دعا کیجیے: اے میرے پروردگار! اگر تو مجھے وہ (عذاب) دکھائے جس کی انہیں دھمکی جا رہی ہے۔''

آیت: ۹۴ ﴿رَبِّ فَلَا تَجۡعَلۡنِیۡ فِی الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۹۴﴾﴾ ''تو پروردگار! مجھے ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا۔''

جس عذاب کی وعیدیں ان لوگوں کو دی جا رہی ہیں اگر وہ میری نگاہوں کے سامنے ان پر آ گیا تو اے میرے پروردگار! مجھے اس سے اپنی پناہ میں رکھنا۔ گویا ہر شخص کو اللہ کے ایسے عذاب سے پناہ مانگتے رہنا چاہیے۔ پاکستان کے خصوصی حالات کے پیش نظر ہم سب کو ایسی تنبیہات کے بارے میں بہت زیادہ فکر مند رہنے کی ضرورت ہے۔ اس لیے کہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا تھا۔ چنانچہ یہاں پر شریعت اسلامی کا عملی نفاذ ہم سب کی ذمہ داری ہے۔ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے جو مہلت عمل ہمیں دے رکھی ہے اسے غنیمت سمجھتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک کو اس سرزمین پر اقامت دین کی کوشش کے لیے کمر ہمت باندھ لینی چاہیے۔ ہمارے لیے اللہ کی پکڑ سے بچنے اور دنیا و آخرت میں سرخرو ہونے کا یہی ایک راستہ ہے۔

آیت: ۹۵ ﴿وَ اِنَّا عَلٰۤی اَنۡ نُّرِیَکَ مَا نَعِدُہُمۡ لَقٰدِرُوۡنَ ﴿۹۵﴾﴾ ''اور یقیناً ہم آپؐ کو وہ دکھا دینے پر قادر ہیں جس (عذاب) کی ہم ان کو دھمکی دے رہے ہیں۔''

آیت: ۹۶ ﴿اِدۡفَعۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ السَّیِّئَۃَ ؕ﴾ ''آپؐ مقابلہ کیجیے برائی کا اچھائی کے ساتھ۔''

آپؐ ان کی شرارتوں سے خوبصورتی کے ساتھ درگزر کریں۔ ان لوگوں کا آپؐ کے ساتھ جیسا بھی رویہ ہو مگر آپؐ کو اس کا مقابلہ نیکی اور بھلائی سے ہی کرنا ہے۔ چنانچہ آپؐ ان کی گالیوں کے جواب میں انہیں دعائیں دیں اور ان کے برا بھلا کہنے کے باوجود آپؐ اس کو اللہ کی طرف بلاتے رہیں۔

﴿نَحۡنُ اَعۡلَمُ بِمَا یَصِفُوۡنَ ﴿۹۶﴾﴾ ''ہم خوب جانتے ہیں ان باتوں کو جو یہ لوگ بنا رہے ہیں۔''

جو کچھ یہ ہرزہ سرائی کر رہے ہیں ہم اس سے خوب واقف ہیں۔

آیت: ۹۷ ﴿وَ قُلۡ رَّبِّ اَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ ہَمَزٰتِ الشَّیٰطِیۡنِ ﴿۹۷﴾﴾ ''اور کہیے کہ اے میرے رب! میں تیری پناہ میں آتا ہوں شیاطین کی چھوت سے۔''

آیت: ۹۸ ﴿وَ اَعُوۡذُ بِکَ رَبِّ اَنۡ یَّحۡضُرُوۡنِ ﴿۹۸﴾﴾ ''اور اے میرے رب! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں اس سے کہ وہ میرے پاس آئیں۔''

ایک داعی کے لیے شیطان کی چھوت اور اُکساہٹ کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ اسے اپنی دعوتی کوششوں کے دوران اپنے مخاطبین پر غصہ آ جائے اور وہ انہیں حق کی طرف مائل کرنے کے بجائے متنفر کر دے۔ سورۃ الاعراف کی آیت 200 میں بھی ایسی ہی صورت حال سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ مانگنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

فرمان نبویؐ

قتل وخونریزی کا دور

عَنۡ اَبِیۡ ھُرَیۡرَۃَ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ: ((یَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَیُقۡبَضُ الۡعِلۡمُ وَتَظۡھَرُ الۡفِتَنُ وَیُلۡقَی الشُّحُّ وَیَکۡثُرُ الۡھَرۡجُ، قَالُوۡا وَ مَا الۡھَرۡجُ؟ قَالَ الۡقَتۡلُ)) (رواہ المسلم)

حضرت ابوہرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''(وقت آئے گا) زمانہ باہم قریب ہو جائے گا، اور علم اُٹھا لیا جائے گا اور فتنے نمودار ہوں گے، اور (انسانی طبیعتوں اور دلوں میں) بخل ڈال دیا جائے گا اور ہرج کی کثرت ہو جائے گی۔'' صحابہ ؓ نے عرض کیا ''ہرج'' کیا ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''قتل (کشت وخون)۔''

تشریح: زمانہ قریب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دنیا اور آخرت ایک دوسرے کے قریب ہو جائیں گے۔ دنیا سے مخلص، باعمل اور حقیقی اہل علم اٹھا لیے جائیں گے۔ فتنوں کا اندھیرا چھا جائے گا اور لوگوں میں بخل کی خصلت نہایت پختہ ہو جائے گی۔ ہرج سے مراد وہ قتل وخونریزی ہے جو مسلمانوں کے باہمی افتراق وانتشار کی وجہ سے پیدا ہوگی۔

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ!

20 ستمبر کو اسلام آباد میں منعقد ہونے والی APC سے تین مرتبہ وزیر اعظم بننے کا اعزاز حاصل کرنے والے نواز شریف کے خطاب نے اُنھیں اینٹی اسٹیبلشمنٹ حضرات کا ہیرو بنا دیا۔لیکن ISPR کے جواب آں غزل نے اُنھیں انہی لوگوں کے سامنے زیرو کر دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ جب آرمی نے نواز شریف کو وزیر اعظم عمران خان کو بائی پاس کر کے بیرونِ ملک بھجوایا تھا اور بدلے میں نواز شریف کی جماعت نے اُس آئینی ترمیم کے حق میں بھرپور انداز میں ووٹ دیا تھا جس سے آرمی چیف کی توسیع ملازمت کو آئینی تحفظ حاصل ہو گیا تھا تو یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ یہ ایک عارضی سمجھوتے کا نتیجہ ہے۔ بعدازاں حالات اور واقعات ثابت کرتے ہیں کہ شریف فیملی کی طرف سے کوئی مزید ریلیف کا مطالبہ سامنے آیا تھا۔جس کے لیے لیگی رہنماؤں اور جی ایچ کیو کے خفیہ مذاکرات ہوئے۔ اِن مذاکرات کا آخری راؤنڈ 7 ستمبر کو سابق گورنر سندھ زبیر عمر اور عسکری قیادت کے درمیان ملاقات تھی۔ جس میں معاملات طے نہ پا سکے لہٰذا میاں نواز شریف نے 20 ستمبر کو اعلانِ بغاوت کر دیا۔ ساری بات کی حقیقت کو سمجھنے کے لیے بعض بنیادی باتوں کا جاننا ضروری ہے۔ پہلی بات تو یہ سمجھ لینی چاہیے کہ پاکستان میں صف اوّل کا کوئی ایک سیاست دان بھی ایسا نہیں ہے جسے باقاعدہ اینٹی اسٹیبلشمنٹ سیاست دان کہا جا سکے۔ یہ بات الگ ہے کہ سیاسی مفاد کے تقاضے کے تحت ایک معین وقت کے لیے اینٹی اسٹیبلشمنٹ کا کردار ادا کرنا ہوتا ہے۔

ہم جب پاکستان کی تاریخ میں جھانکتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ولی خان جیسے سیاست دان بھی ذوالفقار علی بھٹو کے خلاف چیف مارشل لا ایڈمنسٹریٹر ضیاء الحق کا ساتھ دیتے ہیں۔ بہرحال بات شریف فیملی سے شروع ہوئی تھی۔ میاں نواز شریف کہتے ہیں کہ پاکستان میں 35 سال فوجیوں نے حکومت کی۔ ان 35 سالوں میں شریف فیملی نصف وقت کھلم کھلا فوج کی دست راست رہی۔ بے نظیر حکومت کا دو مرتبہ فوج کی مدد سے تختہ اُلٹایا گیا۔ بے نظیر نے بھی فوج کی مدد سے نواز شریف کی حکومت ختم کروائی۔ جب 1997ء میں میاں نواز شریف وزیر اعظم بنے تو ایک نئی سٹریٹیجی ترتیب دی گئی یہ سٹریٹجی اُن کے مرحوم والد محترم نے بنائی تھی۔ نواز شریف کے ذمے قوم پرستوں سے اور اینٹی اسٹیبلشمنٹ لوگوں سے تعلق قائم کرنا اور چھوٹے بھائی شہباز شریف کو فوج سے گہرے رابطے رکھنے اور پیار محبت کا رشتہ قائم کرنے کا کام سونپا گیا۔ یہ Good Cop اور Bad Cop کا کھیل آج تک جاری ہے۔ اِس بات کو ثابت کرنے کے لیے ثبوتوں کی ضرورت نہیں بلکہ صورتِ حال کو غور سے دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ایک ہی مثال کافی ہو گی۔ میاں نواز شریف کے باہر جانے کے حوالے سے شہباز شریف خوب دوڑ دھوپ کرتے ہیں، فوج سے کئی ملاقاتیں کرتے ہیں جو کسی نہ کسی انداز میں پریس میں آتی رہیں اور میاں نواز شریف بیرونِ ملک جانے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ میاں نواز شریف کے بیرونِ ملک جانے کے معاملہ کو دیکھیں تو بات صاف ظاہر ہو جاتی ہے یعنی کوشش مفاہمت کا بیانیہ رکھنے والے سے کروائی گئی اور فائدہ محاذ آرائی کا بیانیہ رکھنے والے کو پہنچایا گیا۔ لیکن دونوں کے الگ الگ بیانیے ظاہر کیے جاتے ہیں۔ اگر 7 ستمبر کو آخری

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

11 تا 17 صفر المظفر 1442ھ — جلد 29
29 ستمبر تا 5 اکتوبر 2020ء — شمارہ 32

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فریداللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 600 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا------------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

مرحلے کے مذاکرات کامیاب ہو جاتے تو نواز شریف اور اُن کی صاحبزادی دونوں اپنی خاموشی مسلسل جاری رکھتے۔ آخر اس سوال کا کیا جواب ہے کہ گزشتہ کم و بیش ایک سال سے باپ بیٹی نے خاموشی کیوں اختیار کر رکھی تھی اور اب کیا اسٹیبلشمنٹ نے اچانک کوئی ایسا بڑا کام کیا ہے کہ خاموش نواز شریف یکدم بول اُٹھے۔ کسی منطقی ذہن رکھنے والے کے لیے یہ بات ناقابل فہم ہے کہ چند ماہ پہلے جس آرمی چیف کے لیے جوش و خروش سے اسمبلی میں ووٹ ڈالے گئے تھے وہ اچانک اتنا بُرا کیوں ہو گیا کہ آسمان سر پر اُٹھا لیا گیا ہے۔ پھر محترمہ مریم نواز کے ایک بیان پر غور فرمائیں' ایک طرف نواز شریف کے بیانیے کو بچانے کے لیے فرماتی ہیں کہ پارلیمانی لیڈروں کی جو ملاقات آرمی چیف سے ہوئی ہے اُس میں نواز شریف کا کوئی نمائندہ نہیں تھا۔ جبکہ شہباز شریف اُس میٹنگ میں تھے۔ گویا ایک طرف شہباز شریف کو نواز شریف کا نمائندہ تسلیم نہیں کرتی ہیں تو دوسری طرف اُسی بیان میں آگے فرماتی ہیں شہباز انتہائی وفادار بھائی ہے۔ اُس نے بھائی کی خاطر وزارتِ اعظمیٰ کی آفر ٹھکرا دی تھی۔ یہ بات ہمارے اس مؤقف کی تصدیق کرتی ہے کہ دونوں بھائی مل کر Good Cop اور Bad Cop کے اپنے رول ادا کرتے ہیں۔ یعنی بقول شاعر ؎

ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ
دیتے ہیں دھوکا یہ بازی گر کھلا

باقی سیاست دانوں میں مسلم لیگ (ق) کی قیادت یعنی چودھری برادران کا حال یہ ہے کہ وہ ڈھکے چھپے نہیں رہتے، وہ ہر مارشل لا ایڈمنسٹریٹر کو سیلوٹ کرتے ہیں، چاہے وہ ضیاء الحق ہو یا مشرف اُنھیں صرف اقتدار سے غرض ہے۔ وہ مشرف کو وردی سمیت پانچ مرتبہ صدر منتخب کروانا بہترین جمہوریت سمجھتے ہیں۔ مولانا فضل الرحمن سب سے سمجھدار سیاست دان ہیں وہ اور اُن کے والد ضیاء الحق کے ساتھی تھے پھر مولانا خود مشرف کے بہترین ساتھی بنے۔ موجودہ آرمی چیف سے بھی ملاقات کرتے ہیں لیکن اپنا تاثر اینٹی اسٹیبلشمنٹ بنا رکھا ہے۔ پاکستان پیپلز پارٹی کی مرحومہ چیئرپرسن بے نظیر بھٹو نے بھی نواز شریف کے خلاف اسٹیبلشمنٹ سے تعلقات بنائے اور اُن کی پہلی حکومت گرانے میں اسٹیبلشمنٹ کا ساتھ دیا اور جب مشرف نے مارشل لاء لگا کر نواز شریف کی حکومت کا خاتمہ کیا تو بے نظیر مشرف کی حمایت کر رہی تھیں۔ عمران خان نے بھی آغاز میں مشرف کا ساتھ دیا پھر وہ اینٹی اسٹیبلشمنٹ ہو گئے۔ یہاں تک کہ مشرف نے اُنھیں بغیر داڑھی کے دہشت گرد قرار دیا اور گرفتار کر لیا۔ آج اُنھیں اپنی حکومت قائم رکھنا اور چلانا ہے۔ علاوہ ازیں شریف فیملی اور اسٹیبلشمنٹ کے مابین مخالفت کا فائدہ اُٹھانا ہے۔ لہٰذا وہ اسٹیبلشمنٹ سے کندھے سے کندھے ملائے ہوئے ہیں۔ فی الحال اُنھیں سیاسی اور سول اُمور میں اسٹیبلشمنٹ کی مداخلت بُری نہیں لگتی۔ لیکن جب مفادات کا ٹکراؤ ہوگا، جب سول حکومت کو مکمل طور پر زیر کرنے کی کوشش ہوگی تو یہ ٹکراؤ ہوگا اور عمران خان پھر ایک بار اینٹی اسٹیبلشمنٹ سیاست دان بن جائیں گے۔

اِن تفصیلات کا ہرگز ہرگز یہ مطلب نہیں کہ ہماری اسٹیبلشمنٹ دودھ کی دھلی ہوئی ہے اور سارا قصور سیاست دانوں کا ہی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ دنیا بھر میں افواج اپنے اپنے ملک کے سیاسی معاملات میں کچھ نہ کچھ مداخلت کرتی ہیں، لیکن جس قدر ہماری اسٹیبلشمنٹ سیاسی معاملات میں مداخلت کرتی ہے، دنیا میں کہیں اور اتنی دخل اندازی نہیں ہوتی۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے ملک میں کبھی یہ تاثر ہی قائم نہیں ہو سکا کہ سول حکومت بالادست ہے اور تمام ادارے بشمول فوج کا ادارہ اُس کے ماتحت ہیں۔ جونہی کوئی جرنیل آرمی چیف مقرر ہوتا ہے سب کچھ اُس کے گرد گھومنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر وہ کبھی مارشل لا لگا کر براہِ راست حکومت سنبھال لیتا ہے۔ یوں ملک کے آئین کو پاؤں تلے روند دیتا ہے اور کبھی وہ سول حکومت کو بہت سے معاملات میں ڈکٹیٹ کر کے بالواسطہ حکومت کرتا ہے۔ درحقیقت دونوں اپنے اپنے کام اور ذمہ داری سے مخلص نہیں۔ سیاست دان دورانِ حکومت ناجائز کام کرتا ہے اور چاہتا ہے میرے سوا سب قانون کی بالادستی کو یقینی بنائیں اور وردی والوں کے دل میں کھوٹ ہوتا ہے، وہ بہانہ ڈھونڈ رہے ہوتے ہیں لہٰذا ''میرے پیارے ہم وطنو!'' کے نعرے کی گونج میں اقتدار سنبھال لیتے ہیں۔

حقیقت میں پاکستان میں سیاست دان اور فوجی کا رشتہ راشی اور مرتشی کا رشتہ بن چکا ہے۔ ایک رشوت پیش کرتا ہے دوسرا قبول کرتا ہے۔ ہمارے نزدیک دونوں برابر کے شریک جرم ہیں۔ ہمارے مسائل کا حل صرف افراد کا ردوبدل نہیں ہوگا بلکہ نظام کو بھی بدلنا ہوگا۔ ہمارا معاشرہ اخلاقی لحاظ سے ایسا گل سڑ چکا ہے کہ اس سے سڑاند اُٹھ رہی ہے۔ لہٰذا جس کے لیے جو جرم اور بددیانتی کرنا ممکن ہے، وہ اتنی بددیانتی کر رہا ہے۔ اجتماعی سطح پر قوم کا ضمیر مردہ ہو چکا ہے۔ جو سب سے زیادہ طاقتور ہے، وہ سب سے زیادہ کرپٹ ہے اور جو جس جرم کے ارتکاب کی طاقت نہیں رکھتا، وہ انگور کھٹے ہیں کہہ کر دل کے ارمان پورے نہ ہونے پر کڑھتا ہے۔ اللہ ہمیں ہدایت دے، ہمیں توبہ کرنے اور رجوع الی اللہ کی توفیق بخشے اور صراطِ مستقیم پر گامزن کرے تاکہ ہم انفرادی اور اجتماعی سطح پر دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکیں۔ آمین!

دعوتِ دین کے کام کے لیے رہنمائی

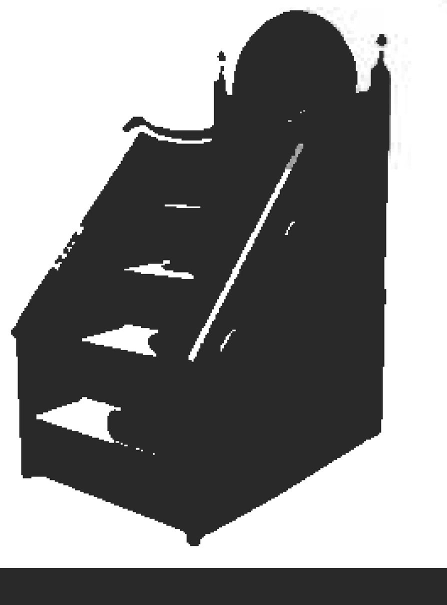

(سورۃ الذاریات کے تیسرے رکوع کی روشنی میں)

جامع مسجد شادمان ٹاؤن کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ کے 18 ستمبر 2020ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

خطبۂ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد!

قرآن مجید کے سلسلہ وار مطالعہ کے ضمن میں سورۃ الذاریات کے تیسرے رکوع کا مطالعہ جاری ہے۔ گزشتہ نشست میں ہم نے آیات 47 تا 51 کا مطالعہ کیا تھا۔ قرآن میں اکثر توحید کے دلائل بیان کرکے آخرت کا تذکرہ آرہا ہوتا ہے اور ان آیات میں بھی یہی تذکرہ تھا۔ آج جو آیات ہمارے زیر مطالعہ ہیں ان میں یہ نکتہ آئے گا کہ جو لوگ نبی اکرم ﷺ کی دعوت حق کو جھٹلا رہے ہیں تو یہ معاملہ کوئی نیا نہیں ہے ماضی میں بھی ہزاروں کی تعداد میں رسول آئے اور ان کے مخالفین کی روش کو بھی اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کے لیے بھی تسلی کا سامان ہے اور وہ لوگ جو دین کی دعوت کا کام کریں ان کے لیے بھی تسلی ہے۔ فرمایا:

﴿كَذٰلِكَ مَآ اَتَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا قَالُوْا سَاحِرٌ اَوْ مَجْنُوْنٌ ﴿٥٢﴾ ''اسی طرح (ہوتا آیا ہے کہ) نہیں آیا تھا ان سے پہلے لوگوں کے پاس کوئی رسول مگر انہوں نے یہی کہا تھا کہ یہ ساحر ہے یا مجنون ہے۔'' (الذاریات)

غور فرمایئے! وہ مکہ مکرمہ جہاں نبی اکرم ﷺ نے اپنی زندگی کے چالیس سال گزارے۔ ان چالیس سالوں میں آپ ﷺ کا کردار اہل مکہ کے سامنے تھا اور انہوں نے ہی آپ ﷺ کو الصادق اور الامین کا خطاب دیا تھا۔ چالیس سال تک کوئی مسئلہ نہ ہوا لیکن اس کے بعد جب آپ ﷺ نے یہ اعلان فرمایا کہ:

((قولوا لا الٰہ الا اللہ تفلحوا)) ''کہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تم فلاح پا جاؤ گے۔''

تو جھگڑا شروع ہوگیا۔ وہ لوگ جو کل تک آپ ﷺ سے فیصلے کراتے تھے' حجر اسود کا واقعہ سب کے سامنے ہے۔ جب حجر اسود کو نصب کرانے کا واقعہ پیش آیا تو وہاں تلواریں نکل آئیں، لوگ ایک دوسرے کی جان کے دشمن بن گئے۔ پھر سب کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ حضور ﷺ جو فیصلہ صادر فرمائیں گے وہ سب کو قبول ہوگا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے جو فیصلہ کیا وہ سب نے قبول کیا۔ اسی طرح اعلان نبوت سے قبل اہل مکہ اپنی امانتیں آپ ﷺ کے پاس رکھواتے تھے اور سب آپ ﷺ کے صادق وامین ہونے کی گواہی دیتے تھے لیکن جونہی آپ ﷺ نے لوگوں کو توحید کی دعوت دینا شروع کی تو وہی لوگ آپ ﷺ کے دشمن ہوگئے اور آپ ﷺ کو جادوگر، مجنون کہنے لگ گئے۔ معاذ اللہ، ثم معاذ اللہ! یہ بدترین کلمات جو اس وقت دشمنان دین نے اختیار کیے ان کو قرآن نے نقل کیا ہے۔ آپ اندازہ کیجیے پیغمبروں کی ذات تو انسانیت

مرتب: ابو ابراھیم

کی معراج ہوتی ہے اور پیغمبروں کے امام محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ لیکن راہ حق میں جب دین کی دعوت پیش کی ہے تو امام الانبیاء ﷺ کو بھی یہ کچھ سننا پڑا ہے۔

آج مجھے اور آپ کو دین کی دعوت کا کام بہرحال کرنا ہے، یہ ختم نبوت کے بعد ہمارے ذمے فرض ہے۔ ہر مسلمان اپنی استعداد، اپنے علم، اپنے دائرہ کار کے اعتبار سے مکلف ہے کہ وہ دعوت دین کے عمل میں اپنا حصہ ڈالے۔ لہٰذا تیار رہنا چاہیے کہ جہاں کردار پر انگلی اٹھانے کی گنجائش تک نہ تھی وہاں لوگوں نے کیا کچھ نہیں کہہ دیا اور اگر آپ اور میں اس معاشرے میں دین کی بات کریں گے، اپنوں کے درمیان بھی اور غیروں کے سامنے بھی تو بہت کچھ سننے کو ملے گا۔

یاد رہے اللہ کا یہ کلام کوئی قصے کہانی کی کتاب نہیں ہے، اللہ نے ماضی کی داستانوں کو بھی بیان فرمایا ہے تو سبق آموزی کے لیے کہ آج تم نے اگر دین کی دعوت کا کام کرنا ہے تو ان سب آزمائشوں کے لیے تیار رہنا ہوگا۔ ہاں! بندہ مومن کے لیے نسبت کی بات بہت قیمتی ہے، اگر آج مجھے اور آپ کو دین کی دعوت پیش کرنے کی وجہ سے لوگوں کے دو چار کلمات سننے کو مل جائیں تو اللہ کا شکر ادا کریں کہ پیغمبروں سے کوئی نسبت ہوگئی، امام الانبیاء ﷺ سے کوئی نسبت ہوگئی کہ میں دین کی بات کروں تو میرا استہزا کیا جائے، اگر ایسا ہو جائے تو ایک درجے میں تسلی رہے کہ میری نسبت کہاں جڑتی ہے۔ یہ میرے لیے سعادت کی بات ہوگی۔ پیغمبر معاشرے کی سعید روحیں ہوتی ہیں، جو لوگ تعصب کا شکار نہیں ہوتے، دنیا پرستی کے فریب میں مبتلا نہیں ہوتے، حق کے متلاشی ہوتے ہیں وہ حق کو لپک کر قبول کرتے ہیں اور اس کے بعد ان کی زندگیاں بدل جاتی ہیں۔ اب ان پر جتنی مشکلات آجائیں وہ حق کو نہیں چھوڑتے۔

سیرت نبوی ﷺ میں دیکھیے! حضرت بلال، حضرت خباب، حضرت یاسر و سمیہ رضی اللہ عنہم پر کیسا کیسا تشدد کیا گیا۔ حضرت یاسر اور سمیہ رضی اللہ عنہما جان دینے کے لیے تیار ہوگئے لیکن انہوں نے حق کو نہیں چھوڑا۔ یہ سارا منظر لوگ حیرت زدہ ہوکر دیکھ رہے تھے کہ ان پر تو جادو ہوگیا ہے۔ یعنی اس کایا پلٹ جانے کو، اس انقلاب کو، اس زندگی کے رخ کے بدل جانے کو دنیا پرست اور حق کی مخالفت کرنے والے جادو کہتے تھے۔ اسی طرح جب پیغمبر معاشرے میں کھڑے ہوتے تو معاشرے کے غلط عقائد و نظریات پر وہ ضربیں لگایا کرتے تھے اور جو لوگ روایت پسند ہوتے، باپ دادا کی اندھی تقلید میں لگے ہوتے، یا باطل نظام کے ساتھ جن کے مفادات وابستہ ہوتے اور ان کے بچاؤ کی فکر میں وہ لگے ہوتے تو وہ ان

پیغمبروں کے بارے میں آگے بڑھ کر کہتے تھے کہ یہ کیسی بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے، ہم نے باپ دادا میں تو اس طرح کی بات نہیں سنی، اس پر جن سوار ہو گیا ہے، یہ مجنون ہو گیا ہے۔ معاذ اللہ! یہ داستانیں قرآن نے جا بجا نقل کیں۔ آگے فرمایا:
﴿اَتَوَاصَوْا بِهٖ ۚ﴾ ’’کیا وہ ایک دوسرے کو وصیت کر گئے تھے اس کی؟‘‘ (الذاریات:53)

ہر نافرمان قوم نے اپنے پیغمبروں کی دعوت پر ایسا ہی ردعمل ظاہر کیا۔ کیا ان سب کا اس بات پر کبھی اتفاق ہو گیا تھا کہ جب کبھی کوئی پیغمبر آئے گا تو اس کی دعوت کے جواب میں یہی کچھ کہنا ہے۔ ایسا نہیں بلکہ آگے اللہ فرما رہا ہے:
﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿٥٣﴾﴾ ’’بلکہ یہ ہیں ہی سرکش لوگ!‘‘ (الذاریات:53)

فطرت کی پکار ایک اللہ وحدہٗ لاشریک کو ماننا ہے۔ جو اس کو پامال کر کے سرکشی پر اتر آئیں وہ اس طرح کی مخالفت کرتے ہیں۔ یعنی اللہ نے انسان کو نیکی بدی کا شعور دیا ہے، آزادی دی ہے کہ چاہے تو وہ شکرگزاری اختیار کرے یا ناشکری کرے۔ شکرگزاری کا تقاضا ہے کہ اپنے رب کی فرمانبرداری اختیار کی جائے۔ لیکن کچھ لوگ یہ راستہ اس لیے اختیار نہیں کرتے کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول کی ماننا پڑے گی اور اس صورت میں ان کی عیاشیاں، حرام خوریاں اور وہ سب مفادات جو باطل نظام سے وابستہ ہوتے ہیں وہ ختم ہو جائیں گے۔ خانہ کعبہ میں مشرکین نے 360 بت رکھے ہوئے تھے۔ وہاں پورے عرب سے لوگ آتے تھے اور وہاں چڑھاوے چڑھاتے تھے، نذر نیاز دیتے تھے جس سے اہل مکہ کی آمدن ہوتی تھی اور ان بتوں کے رکھوالے ہونے کی وجہ سے قریش کو پورے عرب میں عزت بھی ملتی تھی۔ لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے توحید کی دعوت پیش کی کہ ان ہاتھ کے بنائے ہوئے بتوں میں کچھ نہیں رکھا، عبادت کے لائق صرف اللہ ہے تو اس سے اس باطل اور مشرکانہ نظام کے رکھوالوں کے مفادات کو شدید ضرب لگی۔ اس لیے وہ کہتے تھے:
﴿وَقَالُوْٓا اِنْ نَّتَّبِعِ الْهُدٰى مَعَكَ نُتَخَطَّفْ مِنْ اَرْضِنَا ۭ﴾ ’’اور وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم آپؐ کے ساتھ اس ہدایت کی پیروی کریں تو ہم اپنی زمین سے اُچک لیے جائیں گے۔‘‘ (القصص:57)

اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے سورۃ قریش میں فرمایا:
’’قریش کے مانوس رکھنے کی وجہ سے ۔(یعنی) سردیوں اور گرمیوں کے سفر سے ان کو مانوس رکھنے کی وجہ سے۔ پس انہیں بندگی کرنی چاہیے اس گھر کے رب کی۔ جس نے انہیں بھوک میں کھانے کو دیا اور انہیں خوف سے امن عطا کیا۔‘‘

اللہ فرماتا ہے تم اللہ کے ساتھ کفر کرتے رہے، اللہ کے ساتھ شرک کرتے رہے، اللہ کی نافرمانیاں کرتے رہے اللہ تب بھی تمہیں کھلاتا رہا، پلاتا رہا اور تمہیں خوف سے امن دیا۔ آج تم ایک اللہ کی ماننے پر آ جاؤ گے تو کیا اللہ تمہیں بھوکا مار دے گا؟

آج متحدہ عرب امارات، بحرین والوں نے امریکہ اور اسرائیل کے سامنے سر جھکا دیا ہے اور بھی جھکانے کے درپے ہیں۔ صرف اس لیے کہ ان کے مفادات محفوظ رہ جائیں۔ بقول اقبال ؎

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

اگر رب کی مان لیں تو ان سب غلامیوں سے نجات مل جائے مگر باطل نظاموں سے وابستہ مفادات اور اپنے اقتدار کی حرص انہیں شکرگزاری کے راستے پر آنے نہیں دیتی۔ ابوجہل بھی جانتا تھا کہ آپ ﷺ جو دعوت پیش کر رہے ہیں وہ حق ہے۔ اپنی محفلوں میں وہ اس کا اقرار بھی کرتا تھا لیکن کہتا تھا کہ اگر میں مان لوں گا تو میں چھوٹا ہو جاؤں گا۔ مطلب باطل نظام کی سرداری سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ لہٰذا محمد رسول اللہ ﷺ جیسی عظیم، پاکیزہ اور باکردار شخصیت کی مخالفت کریں تو کیسے کریں۔ بیچاروں کو تو کوئی بہانہ ہی نہیں مل رہا تھا چنانچہ ساحر، مجنون، جادوگر جیسے القاب استعمال کرتے۔ حالانکہ اصل مسئلہ یہ تھا کہ وہ حق کو قبول اس لیے نہیں کرنا چاہتے تھے کہ ان

پریس ریلیز 25 ستمبر 2020ء

پچھتر (75) سال میں اقوامِ متحدہ نے صرف ظالم اور طاقتور کا ہی ساتھ دیا ہے

شجاع الدین شیخ

سال میں اقوامِ متحدہ نے صرف ظالم اور طاقتور کا ہی ساتھ دیا ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے اقوامِ متحدہ کے 75 سال مکمل ہونے پر کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ جنگِ عظیم دوم کے خاتمے پر بننے والی اقوامِ متحدہ کی پون صدی کی تاریخ کا جائزہ لیں تو یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ بڑی طاقتوں نے اِس ادارے کو صرف اپنے عالمی مفادات کے حصول کے لیے استعمال کیا ہے۔ اِس بین الاقوامی ادارے نے بالعموم نہ صرف بڑی قوتوں کے ظلم وستم پر مہرِ تصدیق ثبت کی بلکہ چھوٹی قوموں کو دبانے میں اُن کی باقاعدہ مدد بھی کی ہے۔ عجب اتفاق ہے کہ مسئلہ کشمیر اور فلسطین دونوں اقوامِ متحدہ میں 1948ء سے تصفیہ طلب ہیں لیکن اِن 72 سالوں میں اقوامِ متحدہ کشمیر اور فلسطین کے مظلوموں کی عملاً کوئی مدد نہ کر سکی۔ اقوامِ متحدہ نے کشمیر اور فلسطینیوں کے لیے مختلف اوقات میں کئی قراردادیں منظور کیں لیکن چونکہ وہ طاقتور قوتوں کے مفاد کے مطابق نہ تھیں لہٰذا وہ ردی کی ٹوکری کی نذر ہوئیں اور آج تک اُن پر کوئی عملی اقدام نہ ہو سکا۔ لیکن کسی طاقتور ملک یا قوم نے کوئی جائز یا ناجائز اقدام کرنا چاہا تو اُس کی خواہش کو فوری طور پر اقوامِ متحدہ کی منظوری حاصل ہوگئی۔ مشرقی تیمور کو انڈونیشیا سے کاٹ کر ایک عیسائی ریاست بنانا اور نائن الیون کے فوراً بعد افغانستان پر حملے کا ناجائز لائسنس دینا اس کی اہم مثالیں ہیں۔ اقوامِ متحدہ کی 75 سالہ کارکردگی پر غور کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آ جاتی ہے کہ اِسے باقاعدہ طور پر مسلمان ممالک اور مسلمان معاشروں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے منصوبہ بندی کے تحت استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ مسلمان اگر یہود و نصاریٰ کی سازشوں سے بچنا چاہتے ہیں تو اُنھیں خلوصِ دل کے ساتھ متحد ہو کر مسلمانوں کا ایک ایسا فعال اور مؤثر پلیٹ فارم بنانا ہوگا جو دشمنوں کے مقابلے میں مسلمانوں کے مفادات کا حقیقی معنوں میں تحفظ کر سکے۔ حقیقی امتِ مسلمہ تبھی وجود میں آ سکے گی اور دشمنانِ اسلام کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جا سکے گا۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

کے مفادات کو ضرب پہنچتی تھی۔ گویا وہ جانتے بوجھتے سرکشی کا راستہ اختیار کر رہے تھے۔

معذرت کے ساتھ عرض کروں آج ہمارا بھی یہی حال ہے۔ میں نے بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ جب ان سے پوچھا جاتا تھا کہ درس قرآن میں کیوں نہیں آتے؟ تو صاف کہتے کہ اگر ہم آئیں گے تو سننا پڑے گا، سنیں گے تو سمجھ آئے گی، سمجھ آئے گی تو کافی کچھ (فلمیں، ڈرامے، ناچ گانا، سود خوری، رشوت اور غیر شرعی کاموں کو) چھوڑنا پڑے گا جو ہم نہیں چھوڑنا چاہتے۔ ایسا تب ہی ہوتا ہے جب انسان کے اندر سرکشی کی روش آ جائے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ کچھ لوگ دنیا کے چند مفادات کے غلام بن کر سرکشی کا راستہ اختیار کرتے ہیں اور سرکشی ایسی کہ پیغمبروں کی مخالفت پر اُتر آئیں، کوئی خدائی کا دعویٰ کرنے پر اُتر آئے اور اللہ کا ہی منکر ہو جائے۔ معاذ اللہ!

ان سب کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

﴿بَلْ هُمْ قَوْمٌ طَاغُوْنَ ﴿٥٣﴾﴾ ''بلکہ یہ ہیں ہی سرکش لوگ!'' (الذاریات:53)

آگے نبی ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے۔ فرمایا:

﴿فَتَوَلَّ عَنْهُمْ فَمَآ اَنْتَ بِمَلُوْمٍ ﴿٥٤﴾﴾ ''پس (اے نبی ﷺ!) آپ ان سے رُخ پھیر لیں، آپ پر کوئی ملامت نہیں ہے۔'' (الذاریات)

حضور ﷺ کا عالم یہ تھا کہ بخاری شریف کی روایت کے مطابق آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ لوگو! تمہارا حال یہ ہے کہ تم جہنم کی آگ میں گرا چاہتے ہو اور میں تمہیں کمر سے پکڑ پکڑ کر، کھینچ کھینچ کر بچانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ یہ حضور ﷺ کی طلب و تڑپ تھی کہ ہر ایک اللہ کی دعوت قبول کرے اور جلد قبول کر کے اپنے آپ کو جہنم سے بچانے کی فکر اور کوشش کرے۔ لیکن آپ ﷺ کی اس قدر تڑپ اور طلب کے جواب میں سرکشی اور ڈھٹائی پر اُترے ہوئے لوگوں کا کیا ردعمل تھا کہ وہ آپ ﷺ کو ساحر اور مجنون کہہ رہے تھے۔ معاذ اللہ۔ لیکن اب اللہ تسلی عطا فرما رہے ہیں کہ دعوت کو پہنچانا آپ کا کام ہے، سمجھانا آپ کا کام ہے، منوانا آپ کا کام نہیں ہے۔ جیسے سورۃ الغاشیہ میں فرمایا:

﴿فَذَكِّرْ ۣ اِنَّمَآ اَنْتَ مُذَكِّرٌ ﴿٢١﴾ لَسْتَ عَلَيْهِمْ بِمُصَيْطِرٍ ﴿٢٢﴾﴾ ''تو (اے نبی ﷺ!) آپ یاد دہانی کراتے رہیے، آپ تو بس یاد دہانی کرانے والے ہیں۔ آپ ان پر کوئی داروغہ نہیں ہیں۔''

اسی طرح سورۃ البقرۃ میں فرمایا:

﴿اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۙ وَّلَا تُسْـَٔلُ عَنْ اَصْحٰبِ الْجَحِيْمِ ﴿١١٩﴾﴾ ''(اے نبیؐ!) بے شک ہم نے آپ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ بشیر اور نذیر بنا کر، اور آپؐ سے سوال نہیں کیا جائے گا جہنمیوں کے بارے میں۔''

ایک وقت آتا ہے کہ جب کوئی شخص بتانے اور سمجھانے کے باوجود ڈھٹائی کا مظاہرہ کرے تو پھر اصول یہ ہے کہ اپنی محنتوں کو مثبت چیزوں پر لگانا چاہیے۔ اللہ کی زمین افراد سے خالی نہیں ہے۔ مثبت انداز میں کچھ اور لوگوں کو تلاش کیا جائے جو قبول کرنے والے ہوں گے جو طلب و تڑپ رکھنے والے ہوں گے، ان پر اپنی محنتوں کو صرف کیا جائے۔ قرآن حکیم میں سورۃ الاعلیٰ میں فرمایا:

﴿فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى ﴿٩﴾﴾ ''تو آپؐ یاد دہانی کراتے رہیے اگر یاد دہانی فائدہ دے۔''

اس کے دو ترجمے کیے گئے۔ 1۔ ''نصیحت کیجیے بے شک نصیحت فائدہ دیتی ہے۔ 2۔ ''نصیحت کیجیے اگر نصیحت کرنا فائدہ مند ہو''

یہاں اہل علم نے یہ نکتہ بیان کیا کہ جیسے ہر زمین میں بیج تو نہیں بویا جاتا اور ہر موسم میں نہیں بویا جاتا۔ موسم دیکھا جاتا ہے، زمین دیکھی جاتی ہے، ماحول دیکھا جاتا ہے، علاقہ دیکھا جاتا ہے۔ اسی طرح دعوت کا عمل بھی کوئی قدر و قیمت سے خالی عمل نہیں ہے۔ جیسے بیج قیمتی ہوتا ہے ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ دعوت کا کام بھی قیمتی ہے ضائع نہیں ہونا چاہیے۔ لہٰذا ایسا ہرگز نہیں ہونا چاہیے کہ جو ڈھٹائی پر اُترے ہوئے ہیں ان کو دعوت دیتے رہو بلکہ وہ اگر نہیں مان رہے تو دوسرے لوگوں کو دعوت دو۔ اسی میں آگے فرمایا:

﴿وَّذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٥٥﴾﴾ ''اور آپ تذکیر کرتے رہیے کیونکہ یہ تذکیر اہل ایمان کے لیے بہت فائدہ مند ہے۔''

ایک طرف ابوجہل اور ابولہب جیسے لوگ تھے جو چراغ نبوت کے پاس ہوتے ہوئے بھی ہدایت سے محروم رہے اور دوسری طرف حضرت سلمان فارسیؓ تھے جو فارس سے ہدایت کی تلاش میں چلے اور کبھی ایک راہب کے پاس اور کبھی دوسرے راہب کے پاس سے ہوتے ہوئے سیدھے مدینہ منورہ پہنچے اور ہدایت پالی۔ اس میں ہمارے لیے یہ راہنمائی ہے کہ دعوت کا کام جاری رکھو، ڈھٹائی کا مظاہرہ کرنے والے بھی ہوں گے، رد کرنے والے بھی ہوں گے مگر قبول کرنے والے بھی تمہیں ملیں گے۔ اللہ کہاں سے کھڑکی کھولے وہ تمہارا کام نہیں، تمہارا کام صرف دعوت دینا ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ آغاز نبوت کے بعد دس برس تک مکہ میں دعوت دیتے رہے تو بہت کم لوگ ایمان لائے۔ پھر حضور ﷺ نے طائف کی طرف دیکھا کہ شاید وہاں پر کوئی دعوت قبول کر لے، لیکن وہاں بھی کسی نے دعوت قبول نہیں کی۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نے دعوت کا کام جاری رکھا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے یثرب کی کھڑکی کھول دی۔ اس میں ہمارے لیے راہنمائی یہ ہے کہ دعوت دیتے رہنا چاہیے۔ اس کو عمومی انداز میں دیکھیے کہ جمعہ کو جمعہ بنانے والی شے خطبہ جمعہ ہے۔ ہمارے ہاں خطبہ جمعہ عربی میں تین چار منٹ کا ہوتا ہے۔ لیکن اگر آپ سعودی عرب میں دیکھیں گے تو وہاں بیس پچیس منٹ کا طویل خطبہ ہوتا ہے۔ ہمارے ہاں اُردو میں تقریر اس کا متبادل ہے کیونکہ ہمیں عربی نہیں آتی۔ مقصد اس کا بھی دعوت ہے۔

ہم سب انسان ہیں، بشری تقاضے ہیں، کمزوری آ جاتی ہے، غفلت آ جاتی ہے۔ اس غفلت کو دور کرنے کے لیے اللہ کے ذکر سے، اللہ کے کلام سے یاد دہانی کا اہتمام کیا جائے۔ اس کے لیے خطاب جمعہ تذکیر کا ذریعہ ہے اور اس کی کتنی اہمیت ہے اس کا اندازہ اس بات سے لگائیے کہ ظہر کی نماز کے چار فرائض ہیں لیکن جمعہ کی نماز کے دو فرائض ہیں۔ گویا دو فرائض کا متبادل خطاب جمعہ ہے۔ جمعہ کے اجتماعات میں کروڑوں افراد بغیر کسی اشتہار کے آتے ہیں' اس کا ہمیں فائدہ اُٹھانا چاہیے۔ اس کے علاوہ درس قرآن، درس حدیث، قرآن و حدیث کی محافل ہماری یاد دہانی کے لیے مستقل طور پر ضروری ہیں۔ یہ مستقل عمل ہے جس کی تعلیم اللہ نے حضور ﷺ کو دی۔ اب حضور ﷺ کی نیابت کرتے ہوئے اُمت نے یہ کام کرنا ہے۔ کیونکہ ہم بھی غفلت میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور غفلت سے نکلنے کے لیے ہی دعوت دی جاتی ہے۔ اللہ کا کلام پہاڑوں کو بھی ہلا دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰي جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ ۭ﴾ (الحشر:21) ''اگر ہم اس قرآن کو اُتار دیتے کسی پہاڑ پر تو تم دیکھتے کہ وہ دب جاتا اور پھٹ جاتا اللہ کے خوف سے۔''

اللہ تعالیٰ ہمیں دعوت دین کے کام میں استقامت اور صبر و تحمل عطا فرمائے اور اس کام کو جاری و ساری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بانیانِ پاکستان کے بیانات سے واضح ہے کہ پاکستان اسلامی نظام قائم کرنے کے لیے حاصل کیا گیا تھا: ایوب بیگ مرزا

11 اگست 1947ء کی تقریر میں قائداعظم نے کہیں یہ نہیں کہا کہ پاکستان کا نظام اسلام کے مطابق نہیں ہوگا: اوریا مقبول جان

نظریہ پاکستان کے حوالے سے جو لوگ ابہام پیدا کر رہے ہیں وہ اس لیے کر رہے ہیں تاکہ لوگ اس مقصد کو بھول جائیں جس کے لیے پاکستان بنا تھا: ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف

قائداعظم کا پاکستان اسلامی تھا؟ کے موضوعات پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام ”زمانہ گواہ ہے“ میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: دورِ حاضر میں آپ نظریۂ پاکستان کی تعبیر وتشریح کیا کریں گے؟

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: اس کے لیے ہمیں اس شخصیت کی طرف واپس لوٹنا ہوگا جس نے پاکستان کا خواب دیکھا تھا یعنی علامہ اقبال۔ پھر دوسری ہستی قائداعظم محمد علی جناح تھے جنہوں نے تحریک پاکستان کی قیادت کی اور اس پورے مشن کو لے کر چلے۔ جب قائداعظم کانگریس سے مایوس ہوکر برطانیہ چلے گئے تھے تو علامہ اقبال ہی ان کو دوبارہ لے کر آئے۔ قائداعظم نے 1929ء میں اپنے جو چودہ نکات پیش کیے ان نکات کی رو سے قائداعظم چاہتے تھے کہ مسلمانوں کی تہذیب، مذہب اور تعلیم کو تحفظ کی ضمانت مل جائے۔ ان نکات میں ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ مرکزی اسمبلی میں مسلمانوں کو ایک تہائی کی نمائندگی ملے۔ ایک نکتہ یہ ہے کہ ہر قوم وملت کو اپنے مذہب، رسم ورواج، عبادت، تنظیم، اجتماع اور ضمیر کی آزادی حاصل ہوگی۔ انہی چودہ نکات میں یہ بات بھی موجود ہے کہ کسی صوبے میں ایسی وزارت تشکیل نہ دی جائے کہ جس میں ایک تہائی وزیروں کی تعداد مسلمانوں کی نہ ہو۔ بہر حال قرارداد پاکستان سے بہت پہلے قائداعظم کا ذہن یہ تھا کہ ہندوستان میں تمام مذاہب کے لوگوں کو مساوی آزادی حاصل ہو، مذہبی آزادی بھی حاصل ہو۔ اس کے بعد علامہ اقبال اپنے 1930ء کے خطبہ الٰہ آباد میں فرماتے ہیں کہ: ”میں پنجاب، سرحد، سندھ اور بلوچستان کو متحد ہوکر ایک واحد ریاست کی شکل میں دیکھنا چاہتا ہوں، جس کی اپنی حکومت ہو خواہ سلطنت برطانیہ کے تحت یا اس سے الگ۔ اور مجھے نظر آ رہا ہے کہ یہ متحدہ شمال مغربی مسلم ریاست کم از کم شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے تقدیر مبرم ہے۔“ 1940ء کی قرارداد کے بعد 15 نومبر 1942ء میں آل انڈیا مسلم سٹوڈنٹ فیڈریشن کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے کہا کہ مجھ سے اکثر یہ پوچھا جاتا ہے کہ پاکستان کا طرز حکومت کیا ہوگا۔ پاکستان کے طرز حکومت کا تعین کرنے والا میں کون ہوتا ہوں۔ مسلمانوں کا طرز حکومت آج سے 13 سو سال قبل قرآن حکیم نے وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا تھا۔ الحمدللہ۔

مرتب: محمد رفیق چودھری

قرآن ہماری رہنمائی کے لیے موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔ یعنی قائداعظم کو معلوم تھا کہ جو ملک بنے گا اس کی بنیاد قرآن مجید کی تعلیمات پر ہوگی۔ بالکل اسی طرح سے 6 ستمبر 1943ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے 31 ویں اجلاس سے خطاب کے دوران قائداعظم فرماتے ہیں: ”وہ کون سا رشتہ ہے جس سے منسلک ہونے سے تمام مسلمان جسد واحد کی طرح ہیں، وہ کون سی چٹان ہے جس پر ان کی ملت کی عمارت استوار ہے، وہ کون سا لنگر ہے جس پر اُمت کی کشتی محفوظ کر دی گئی ہے؟ وہ رشتہ، وہ چٹان، وہ لنگر اللہ کی کتاب قرآن کریم ہے۔ مجھے اُمید ہے کہ جوں جوں ہم آگے بڑھتے جائیں گے، قرآن مجید کی برکت سے ہم میں زیادہ سے زیادہ اتحاد پیدا ہوتا جائے گا۔ ایک خدا، ایک کتاب، ایک رسول، ایک اُمت۔“

اب قائداعظم کے ان خیالات کو سامنے رکھیں تو ہم بڑی آسانی سے نظریۂ پاکستان کی تعبیر وتشریح کر سکتے ہیں۔ آج بھی نظریۂ پاکستان کی تعبیر وتشریح قائداعظم کے ان افکار وخیالات کی بنیاد پر ہوگی کیونکہ وہ اس پورے مشن کو لے کر چلے ہیں۔ وہ علامہ اقبال کے کہنے پر واپس آئے ہیں اور انہوں نے مسلم لیگ کی قیادت سنبھالی ہے۔ 10 ستمبر 1945ء کو عید الفطر کے موقع پر وہ فرماتے ہیں: ”ہمارا پروگرام قرآن کریم میں موجود ہے۔ تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ قرآن غور سے پڑھیں۔ قرآنی پروگرام کے ہوتے ہوئے مسلم لیگ مسلمانوں کے سامنے کوئی دوسرا پروگرام پیش نہیں کر سکتی۔“

آج 73 سال گزرنے کے بعد بھی اگر کوئی قرآن مجید کو نصاب میں شامل کرنے کی بات کرے تو اس کو کیا اعتراضات سننے کو ملتے ہیں لیکن قائداعظم یہ بات آج سے 75 سال پہلے کہہ کر چلے گئے کہ یہ سب کچھ ہونا چاہیے۔ پھر 1947ء میں انتقال اقتدار کے وقت جب حکومت برطانیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے لارڈ ماونٹ بیٹن نے اپنی تقریر میں کہا کہ: میں اُمید کرتا ہوں کہ پاکستان میں اقلیتوں کے ساتھ ویسا ہی سلوک ہوگا اور ویسے ہی اصول پیش نظر رکھے جائیں گے جن کی مثالیں اکبر اعظم کے دور میں ملتی ہیں“۔ تو قائداعظم نے برجستہ فرمایا: وہ رواداری اور خیر سگالی جو شہنشاہ اکبر نے غیر مسلموں کے حق میں برتی کوئی نئی بات نہیں۔ یہ تو مسلمانوں کی تیرہ صدی قبل کی روایت ہے۔ جب پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ یہودیوں اور عیسائیوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد ان کے ساتھ نہ صرف انصاف بلکہ فیاضی کا برتاو کرتے تھے۔ مسلمانوں کی ساری تاریخ اس قسم کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔ ہم پاکستانی حضرت محمد ﷺ کی تعلیمات کی روشنی میں ہی پاکستان کا نظام چلائیں گے۔“

قائداعظم کے ان افکار کی روشنی میں آج ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔ اس کے بعد کے دو واقعات بہت اہم ہیں۔ ایک یکم جولائی 1948ء کو

سٹیٹ بینک آف پاکستان کا افتتاح کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا: ’’میں اشتیاق اور دلچسپی سے معلوم کرتا رہوں گا کہ آپ کی ریسرچ آرگنائزیشن بینکاری کے ایسے طریقے کس خوبی سے وضع کرتی ہے جو معاشرتی اور اقتصادی زندگی کے اسلامی تصورات کے مطابق ہوں۔ مغرب کے معاشی نظام نے انسانیت کے لیے بے شمار مسائل پیدا کر دیے ہیں۔ اکثر لوگوں کی یہ رائے ہے کہ مغرب کو اس تباہی سے کوئی معجزہ ہی بچا سکتا ہے۔ یہ تباہی مغرب کی وجہ سے ہی دنیا کے سر منڈلا رہی ہے۔ مغربی نظام انسانوں کے مابین انصاف اور بین الاقوامی میدان میں آویزش اور چپقلش دور کرنے میں ناکام رہا ہے۔‘‘

یعنی قائداعظم واضح طور پر چاہتے تھے کہ پاکستان کے معاشی نظام سے سود کو ختم ہونا چاہیے۔ لیکن آج 73 سال گزرنے کے بعد بھی ہم اس کو ختم نہیں کر سکے۔

سوال: کیا قائداعظم پاکستان میں اسلام کا نفاذ چاہتے تھے؟

ایوب بیگ مرزا: وہ لوگ جو نظریۂ پاکستان کو تسلیم نہیں کرتے ان سے میرا سوال ہے کہ کیا پنجاب، بنگال، سرحد یا بلوچستان کے شہریوں نے انگریز سے آزادی صوبے یا زبان کی بنیاد پر مانگی تھی؟ یہ بات ہمارے سیکولر حضرات خود مانتے ہیں کہ مسلمانوں کو ایک الگ وطن کی ضرورت تھی اور قائداعظم نے مسلمانوں کو ایک الگ وطن لے کر دیا۔ گویا الگ وطن بنانے کی بنیاد علاقہ یا زبان نہیں تھی بلکہ الگ وطن بنانے کی بنیاد مذہب پر تھی۔ یہ بڑی عجیب منطق ہے کہ پاکستان مسلمانوں کے لیے قائم ہوا لیکن وہ اسلامی ریاست نہیں تھا۔ ظاہر ہے مسلمان اپنا رشتہ اسلام سے جوڑتے تھے تب پاکستان بنایا گیا۔ پاکستان دنیا کا واحد ملک تھا جس کے دو حصوں کے درمیان تقریباً بارہ سو میل دشمن ملک تھا۔ پھر بنگالی اور پنجابی کا بود و باش، رہن سہن، زبان وغیرہ کوئی شے بھی نہیں ملتی تھی، صرف ایک چیز مشترک تھی جس کی بنیاد پر دونوں ایک ہو گئے اور وہ تھی اسلام۔ پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے نہیں لگا۔ چلو مان لیتے ہیں کہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے نہیں لگا ہوگا لیکن کیا یہ نعرہ بھی نہیں لگا تھا کہ ’’مسلم ہے تو مسلم لیگ میں آ‘‘۔ لہٰذا نظریۂ پاکستان کے بارے میں اس طرح کی باتیں سوائے ضد اور ہٹ دھرمی کے اور کچھ نہیں۔

سوال: قائداعظم کی 11 اگست 1947ء کی تقریر کو نصاب کا حصہ بنانے کی تجویز دی جا رہی ہے۔ اس پر آپ کی کیا رائے ہے؟

اوریا مقبول جان: ویسے پوری کی پوری تقریر کو حصہ بنانا چاہیے۔ پہلی بات یہ ہے کہ کون سی اسلامی شریعت ہے جس میں اس طرح کا اقلیتوں کو تحفظ حاصل نہیں ہے جس طرح کا تحفظ اس تقریر کے اندر دیا گیا ہے۔ اس میں یہ تو نہیں کہا گیا کہ پاکستان کا آئین اسلامی نہیں ہوگا یا ان کو جمہوری قسم کی سہولیات حاصل ہوں گی۔ قطعاً ایسی کوئی بات اس تقریر میں نہیں ہے۔ 11 اگست کی تقریر کے بعد جب مختلف قسم کی آراء شروع ہوئیں اور جب یہ آراء قائداعظم تک پہنچیں تو انہوں نے 25 جنوری 1948ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے واضح فرمایا: ’’اسلامی اصول آج بھی ہماری زندگی کے لیے اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے قابل عمل تھے۔

> نظریۂ پاکستان کے خلاف جو لابی متحرک ہے یہ انگریز کی تربیت یافتہ ہے جس کو پاکستان میں ہمیشہ شکست ہوئی ہے۔ سوائے نائن الیون کے بعد کے جب مشرف دور میں یہ زیادہ متحرک ہوئی۔

میں یہ نہیں سمجھ سکا کہ لوگوں کا ایک گروہ جان بوجھ کر فتنہ انداز ی سے یہ بات کیوں پھیلانا چاہتا ہے کہ پاکستان کا آئین شریعت کی بنیاد پر مدوّن نہیں کیا جائے گا۔‘‘

یہ قائداعظم کی صرف ایک تقریر نہیں ہے بلکہ آپ نے پاکستان بننے سے پہلے سو تقریروں میں اور پاکستان بننے کے بعد تقریباً 14 تقریروں میں پاکستان میں شریعت کے نفاذ کی بات کی ہے۔ انہوں نے گیارہ اگست کی تقریر میں اقلیتوں کے مذہبی حقوق کی حفاظت کی باتیں کی ہیں اور اسلام اس حوالے سے کوئی پابندی نہیں لگاتا۔ کیونکہ یہ تحفظ ریاست مدینہ میں بھی دیا گیا اور پھر ہر اسلامی ریاست میں اقلیتوں کا تحفظ کیا گیا۔

سوال: نظریۂ پاکستان کے حوالے سے ابہام پیدا کرنے والی لابی کے پس پردہ مقاصد کیا ہیں؟

اوریا مقبول جان: یہ لابی پہلے دن سے اسلام کے خلاف سرگرم ہے۔ جب پاکستان میں پہلا آئین بننے کی جدوجہد ہو رہی تھی تو اس وقت بھی اس لابی نے شریعت کی مخالفت شروع کر دی تھی اور انہوں نے قرارداد مقاصد کی بھی کھل کر مخالفت کی تھی۔ یہ لابی شروع سے رہی ہے، یہ فوج میں بھی تھی، بیوروکریسی میں بھی تھی، یہ سیاسی لیڈر شپ میں بھی تھی اور تینوں کو انگریز نے ٹرینڈ کیا ہوا تھا لیکن انہوں نے ہمیشہ شکست کھائی ہے۔ سوائے نائن الیون کے بعد کے جب مشرف کا دور تھا تو اس وقت ان کی سرگرمیاں بہت زیادہ ہو گئی تھیں لیکن اس لابی نے ایک نہ ایک دن شکست کھانا ہے۔

سوال: بانیان پاکستان یہاں کیسی اسلامی ریاست بنانا چاہتے تھے؟

اوریا مقبول جان: قائد اعظم کی تقریریں اور علامہ اقبال کے افکار کو سامنے رکھا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔ پھر بانیان پاکستان نے ہی تو قرارداد مقاصد منظور کی تھی کیونکہ وہ سارے قائداعظم کے ساتھی اور ان کے ہمراہ جدوجہد کرنے والے تھے۔ لیاقت علی خان، خواجہ ناظم الدین، مولانا شبیر احمد عثمانی وغیرہ نے ہی تو قرارداد مقاصد پاس کی تھی۔ پھر لیاقت علی خان نے اپنی تقریر میں باقاعدہ کہا تھا کہ آج ہم نے طے کر لیا ہے کہ پاکستان کا آئین کیا ہوگا اور پاکستان کا آئین شریعت ہوگی۔

سوال: کیا قائداعظم کی 11 اگست 1947ء کی تقریر کو قومی نصاب کا حصہ بنانا چاہیے؟

ایوب بیگ مرزا: گیارہ اگست 1947ء کی تقریر کا متن ہی تاریخی طور پر مشکوک ہے۔ کیونکہ اس کا اصل متن ہی سامنے نہیں ہے۔ جب پاکستان نے آل انڈیا ریڈیو دہلی سے اس تقریر کا متن مانگا تو انہوں نے کہا کہ یہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ پھر بہت محققین نے اس پر کام کیا ہے بالخصوص پاکستانی نژاد برطانوی شہری سلینہ کریم نے تو اس کے لیے برطانیہ کی تمام لائبریریاں کھنگال ڈالیں اور پھر کہا کہ جو متن ہمیں دکھایا جاتا ہے وہ اصل شکل میں کہیں ملتا ہی نہیں ہے۔ یعنی اس متن میں تحریف ہوئی ہے اور اس سے اپنا مطلب اخذ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ماضی میں عدلیہ کی معروف شخصیت جسٹس منیر (نظریہ ضرورت کے بانی) نے قائد اعظم کی تقاریر، تحریک پاکستان، نظریۂ پاکستان کی بنیاد گیارہ اگست کی تقریر پر رکھ دی اور لکھ دیا کہ پاکستان محض مسلمانوں کے ملک کے طور پر بنایا گیا تھا کیونکہ مسلمانوں کو ہندوؤں سے تکلیف تھی لہٰذا ان کے لیے ایک الگ ملک بنا دیا گیا تھا وگرنہ اسلامی فلاحی ریاست بنانا مقصود نہیں تھا۔ حالانکہ میں پورے وثوق سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ قیام پاکستان سے پہلے قائداعظم نے ایک سو سے زائد تقاریر اور قیام پاکستان کے بعد تقریباً چودہ تقاریر ایسی کی ہیں جن سے واضح ہوتا ہے کہ پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست ہوگا۔

ایک بات میں واضح کردوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص حکمت ہے کہ قائداعظم نے اپنی زندگی میں کبھی سیکولرازم کا لفظ نہ زبان سے بولا اور نہ ہی تحریر کیا ہے۔ بلکہ قائداعظم علامہ اقبال کے افکار کے مقلد تھے۔ جیسا کہ 1940ء میں اقبال ڈے منایا گیا۔اس موقع پر قائداعظم نے فرمایا:''اگر میں ہندوستان میں ایک مثالی اسلامی ریاست کے حصول تک زندہ رہا اور اُس وقت مجھے یہ اختیار دیا گیا کہ میں اقبال کے کلام اور اس مسلم ریاست کی حکمرانی میں سے ایک کا انتخاب کرلوں تو میں اقبال کے کلام کو ترجیح دوں گا۔''

علامہ اقبال نے سود کو اپنے اشعار میں ام الخبائث کہا ہے۔آپ نے فرمایا ؎

از ربا آخر چہ می زاید فتن
کس نہ داند لذت قرض حسن

یعنی یہ سود تو ام الخبائث ہے جبکہ قرض حسنہ ایک نعمت ہے اور اس کے اندر ایک لذت ہے جس سے آج کوئی واقف نہیں۔سود ،سودی نظام ،مغربی معیشت سے علامہ اقبال شدید نفرت کرتے تھے۔علامہ اقبال ایک پیغام تھے اور قائداعظم نے اس پیغام کو عملی تعبیر کی شکل دی۔

سوال: بانیانِ پاکستان ، پاکستان کو کیسی اسلامی فلاحی ریاست بنانا چاہتے تھے؟

ایوب بیگ مرزا: میں یہاں پر قائد اعظم کے دو بیانات کا حوالہ دوں گا۔ایک جس کا ذکر اوریا مقبول جان صاحب نے کردیا جو کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کے دوران انہوں نے کہا تھا کہ:''اسلامی اصول آج بھی ہماری زندگی کے لیے اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے قابل عمل تھے۔وہ یہ نہیں سمجھ سکے کہ لوگوں کا ایک گروہ جان بوجھ کر شرانگیزی سے یہ بات کیوں پھیلانا چاہتا ہے کہ پاکستان کا آئین شریعت کی بنیاد پر مدوّن نہیں کیا جائے گا۔''

دوسرا قائداعظم کا وہ بیان ہے جو انہوں نے اپنی زندگی کے آخری دنوں میں ڈاکٹر ریاض علی شاہ (ان کے ذاتی معالج) کے سامنے دیا:''تم جانتے ہو جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن چکا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے! یہ مشکل کام تھا اور میں اکیلا اسے کبھی نہیں کرسکتا تھا۔ میرا ایمان ہے کہ یہ رسولِ خدا ﷺ کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آیا۔ اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں تاکہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے۔''

سوال: بانیانِ پاکستان ، پاکستان کو بالفعل کیسی اسلامی فلاحی ریاست بنانا چاہتے تھے؟

ایوب بیگ مرزا: میرے خیال میں قائداعظم جو بانیِ پاکستان ہیں۔ان کے آخری الفاظ صاف بتا رہے ہیں وہ پاکستان کو کیسی اسلامی ریاست بنانا چاہتے تھے:

''اب یہ پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں،تاکہ خدا اپنا وعدہ پورا کرے اور مسلمانوں کو زمین کی بادشاہت دے۔''

ان الفاظ کی روشنی میں بانی پاکستان کی منشاء تو صاف نظر آرہی ہے کہ وہ پاکستان کو خلافت راشدہ کا نمونہ بنانا چاہتے تھے۔البتہ میں سمجھتا ہوں کہ خلافت راشدہ جیسی ہو بہو ریاست بنا ممکن نہیں کیونکہ اس طرح کے لوگ اور حکمران تو اب ہمیں نہیں مل سکتے۔لیکن اس کا نمونہ بنانے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔یعنی ایسی ریاست جہاں عدل ہو، انصاف ہو، جہاں انصاف بکے نہ۔ بلکہ جہاں تمام لوگوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے۔ظاہر ہے جب اسلامی ریاست قائم تھی تو محمد بن قاسمؒ ایک عورت کی پکار پر عرب سے نکل کر سندھ آگئے۔اسلامی فلاحی ریاست کا مطلب ہی یہ ہے کہ ہرانسان کو انصاف ملے، ہرانسان کو مساوی مواقع مہیا ہوں۔اسلامی ریاست میں صرف مسلمانوں کو انصاف نہیں دیا جاتا بلکہ غیر مسلموں کو بھی انصاف دیا جاتا ہے۔خلافت راشدہ میں امیرالمومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی کے خلاف مقدمہ دائر کیا تھا اور قاضی نے قانون کے تقاضوں کو سامنے رکھ کر امیرالمومنین کے خلاف فیصلہ دے دیا۔انہوں نے اس فیصلے کو خوشدلی کے ساتھ قبول کیا۔حالانکہ سب جانتے تھے کہ حضرت علیؓ حق پر تھے۔اسلامی ریاست میں عام انسان اور مسلمان کی زندگی میں ایک فرق ہوگا کہ مسلمان کی زندگی شریعت کے دائرے میں ہوگی جبکہ عام انسان اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزارے گا۔

سوال: نظریۂ پاکستان کے حوالے سے ابہام پیدا کرنے والی لابی کے پس پردہ مقاصد کیا ہیں؟

ایوب بیگ مرزا: تعصب ،ضد،ہٹ دھرمی انسانی عقل کو مفلوج کردیتی ہے۔پھر انسان، انسان نہیں رہتا بلکہ ایک ایسا جانور بن جاتا ہے جو صرف اپنے مقاصد کو پورا کرنے کے لیے کوشش کرتا ہے۔اسے اس چیز کی کوئی پروا نہیں ہوتی کہ میرے ان افعال واقوال سے دوسروں کو نقصان ہورہا ہے، دوسروں کے حقوق تلف ہورہے ہیں۔ اس لابی کے لوگ ان بیماریوں میں مبتلا ہیں ورگرنہ جیسے حقائق ہم نے بیان کیے ہیں ان کو دیکھتے ہوئے اگر کسی کی دل کی آنکھیں نہ ہوں صرف سر کی آنکھیں ہوں تب بھی واضح ہوجاتا ہے کہ پاکستان اسلامی نظام کو قائم کرنے کے لیے بنا تھا، پاکستان اسلامی فلاحی ریاست بننے کے لیے قائم ہوا تھا۔

سوال: پاکستان قائداعظم اور علامہ اقبال کے خوابوں کی تعبیر کیوں نہ بن سکا؟

ڈاکٹر عطاء الرحمٰن عارف: قیام پاکستان کے ایک سال بعد ہی قائداعظم کا انتقال ہوگیا تھا۔آغاز میں ہم درست سمت میں چل رہے تھے۔1949ء میں قرارداد مقاصد اسمبلی نے پاس کی جس کے مطابق اس ملک کے دستور کا فیصلہ ہوگیا کہ اس کا دستور اللہ کی وحدانیت پر ہوگا۔یعنی یہ ملک قانونی طور پر اسلامی ریاست بن گیا۔لیکن جب 1956ء میں اس ملک کا پہلا دستور بنایا گیا تو اس میں اللہ کی حاکمیت والی شق کو شامل نہیں کیا گیا بلکہ صرف preamble کے طور پر موجود رہا۔یہاں سے پھر اس deviation کا آغاز ہوا کہ بجائے اس کو ہم آئین کا حصہ بناتے ہم نے اس کو آئین سے باہر رکھا۔لیکن پھر الحمدللہ! بعد میں 1973ء کے آئین میں شامل کرلیا گیا۔لیکن ہم نے یہاں قائداعظم اور علامہ اقبال کے افکار پر صحیح طور پر عمل نہیں کیا۔ہماری بدقسمتی یہ رہی کہ قائداعظم کے فوری بعد ہی 1951ء میں ہم سے لیاقت علی خان جدا ہوگئے، جو پہلا آئین بنا اس وقت لیاقت علی خان موجود نہیں تھے۔ اس کے بعد ہمارے ہاں سیکولر لابی آہستہ آہستہ حاوی ہوتی چلی گئی۔اس کا حل یہی ہے کہ آج ہمیں بانیانِ پاکستان، مفکرِ پاکستان کے افکار کو سامنے رکھتے ہوئے اسلام کی بنیاد پر قرآن مجید کا نظام نافذ کرنا ہوگا۔آج اگر یہاں قرآن کا نظام یعنی شریعت نافذ ہوجائے اور آئین میں موجود چور دروازوں کو بند کردیا جائے تو ان شاء اللہ ہم مستحکم ہوسکتے ہیں۔آج ہم نے اسلام کو صرف انفرادی زندگی تک محدود کرلیا ہے۔ حالانکہ اسلام انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح سے راہنمائی دیتا ہے۔اس وقت ہمارے ہاں عملی طور پر اسلام موجود نہیں ہے۔ ہمارے آئین میں لکھی ہوئی اسلامی شقیں موجود ہیں لیکن عملی طور پر نافذ نہیں ہیں۔اگر ہم ان کو عملی طور پر نافذ کردیں تو یقیناً ہم دنیا کو اصل اسلام کی تصویر دکھا سکتے ہیں۔

❁❁❁

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جاسکتی ہے۔

کلام نرم و نازک بے اثر

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

23 ستمبر! ڈاکٹر عافیہ کی 86 سال قید تنہائی کی سزا کے 10 سال مکمل ہوگئے۔ جرم بے گناہی پر تین بچوں کے ساتھ دن دہاڑے 2003ء میں اٹھائی گئی۔ یوں اسے ہم نے ساڑھے سترہ سالوں سے بے یار و مددگار گلوبل ویلیج کے چودھریوں کے باڑے میں چھوڑ رکھا ہے۔ یہ ریکارڈ سزا ہے جو ایک منحنی سی پاکیزہ خاتون، صحیح معنوں میں صنف نازک کے حصے میں آئی ہے۔ اس دنیا میں جہاں بڑے بڑے قاتل دندناتے پھرتے ہیں۔ مودی، بشارالاسد، نیتن یاہو، امریکی صدور جیسے۔ خود پاکستان میں کراچی میں 70، 80 قتل کرنے والے، 400 قتل (بذریعہ پولیس مقابلے) کا مرتکب راؤ انور موجود ہے۔ مگر عافیہ کو حوالۂ کفر کرنے کا جرم خود ہمارے اداروں، حکومتوں کا ہے۔ اس کے ایک بچے کا خون، ساڑھے سترہ سالوں کی آہیں اور کراہیں سب میں ہمارا حصہ ہے۔ ایک عورت پر ملک کے اندر ظلم ہوا، (گجر پورہ) تو بجا طور پر پورا ملک ہل گیا۔ بینرز لہراتے غم و غصے کا اظہار کرتے خواتین سڑکوں پر نکل آئیں۔ کیا ڈاکٹر عافیہ کی پاکستانی شہریت منسوخ ہوچکی ہے؟ وہ جس جیل میں رکھی گئی ہے، اس کا نام ہی دہشت کدہ (ہاؤس آف ہارر) ہے۔ جو عورت پر تشدد کے لیے بدنام ہے۔ پاکستان کی بیٹی کا مقدر! مگر کیا کیجیے کہ وزیر برائے حقوق انسانی، محترمہ شیریں مزاری نے بہن، بیٹی والے احساس، شرمسار کر دینے والے تصور پر قومی اسمبلی کی تقریر میں شدید بوچھاڑ کی۔ 'مت کہیے کہ بیوی، بیٹی ماں ہے۔ عورت کو صرف عورت کی حیثیت سے عزت دینے کی بات کریں'۔ یہ ان کا اعتراض ہے۔ سو پاکستانی مردوں کا یہ محمد بن قاسمؒ ہونے والا جذباتی رشتہ تو ختم ہوا۔ کہ وہ ڈاکٹر عافیہ کو بہن، بیٹی اور ایک ماں ہونے کے ناطے رہا کروانے کا غم کھائیں۔ صرف عورت باقی رہ گئی (گجر پورہ والی)! گزشتہ 20 سالوں میں پلوں کے نیچے سے جو خون رنگ پانی بہا وہ پہلے ہی ڈیڑھ ارب امت کو بے حس کر چکا ہے۔ جو حساس تھے وہ گھر بار چھوڑ کر دیوانہ وار نکلے تو راستے میں راؤ انور مل گیا۔ کہانی ختم ہوگئی۔ باقیوں کو سبق ہوا اور وہ کالی اسکرینوں میں غم غلط کرتے جہاں آج کھڑے ہیں وہاں تسلی دینے کو وزیر صاحبہ کا بیان مزید کافی ہے۔ سو ڈاکٹر فوزیہ! جہاں آپ نے تنہا یہ جنگ لڑی، سسکتے، اپیلیں کرتے حکومت کو 159 خطوط بھیج چکیں۔ کسی کان پر جوں تک نہ رینگی! ایک یوم قتل انصاف اور آیا اور گزر جائے گا۔ تحریک انصاف بھی آپ کی بہن کو انصاف نہ دلا سکی! ہمارے ضمیر کو کچوکے لگا کر شرمسار نہ کریں۔

پاکستان کے مقدمات یوم حشر جب کھلیں گے تو ایک مکمل Planet، سیارہ بھر زمین درکار ہوگی اس کے کھاتوں کے لیے۔ ظلم، جبر اور ناانصافی کی خوں رنگ داستانوں کے لیے۔ خوش پوش خوش لباس، مہذب چہروں کے پیچھے کلبلاتے ہولناک کارناموں کے لیے۔ گھٹ گھٹ کر زندہ درگور ہزاروں خاندانوں کی فائلوں میں دبے کیسوں میں دربدر ہونے والوں کی کہانیوں کے لیے۔ وہ دن تو آنا ہے۔ ﴿ویل یومئذ للمکذبین﴾ تباہی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے! 'جب قبروں میں جو کچھ (مدفون) ہے اسے نکال لیا جائے گا اور سینوں میں جو کچھ (مخفی) ہے اسے برآمد کر کے اس کی جانچ پڑتال کی جائے گی'۔ (العادیات۔ 10,9) ساری سیکولرزم دھری کی دھری رہ جائے گی۔ اندازہ کیجیے حقوق انسانی کے غلغلوں بیچ عافیہ کا 4 سال سے خاندان سے رابطہ منقطع ہے۔ فون تک نہیں میسر! گجر پورہ پر آپ رو دیے؟ ہاں یقیناً وہ اذیت ناک تھا۔ مگر عافیہ جیل در جیل رلتی رہی۔ اس پر برہنہ کر کے تشدد کیا جاتا تلاشی کے نام پر۔ ایٹمی پاکستان کی کیا اوقات رہ گئی۔ قرآن اس کے قدموں میں لا کر ڈال دیا جاتا رہا اسے ہلا مارنے کو! قوم بے حس ہو چکی! کالی اسکرینوں نے نوجوانوں (جو قوم کا سرمایہ ہوا کرتے ہیں) کی آنکھوں سے حیا اور سینے سے غیرت چھین لی۔ اب ان کا خون سرد اور زرد ہو چکا۔ اس میں ابال نہیں آتا۔ ہاں موبائل کھو جانے پر تڑپ اٹھتے ہیں! عذاب کے کوڑے امریکا پر برس رہے ہیں قہر بن کر۔ کورونا نے دنیا میں سب سے بڑا ہدف امریکا ہی کو بنایا ہے۔ عافیہ کے سینے سے اٹھنے والی آہوں کے شرارے ایکڑوں زمین پر امریکا میں آگ بھڑکا کر بھسم کر چکے ہیں۔ سمندری طوفانوں کے تھپیڑے سنبھلنے کا موقع نہیں دے رہے۔ اسی کے ہمراہ زہریلے مچھروں کی یلغار نے مویشی مار ڈالے۔ معیشت تباہ ہو رہی ہے۔ بے قراری بے سکونی کے ڈیرے ہیں۔ خودکشی میں 10 تا 24 سال کی عمر میں 57 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ یہ وزیر صاحبہ کا صرف عورت ہونے کا بیانیہ .... ماں، بہن، بیٹی نہیں! یہ مغرب کا بیانیہ ہے۔ وہاں یہ رشتے مٹ گئے۔ صرف غیر ذمہ دار، خود پرست، آزادی کی ماری ہوئی عورت رہ گئی۔ ممتا کا شفیق لمس، بہن کی پاکیزہ محبت کی نرمی اور مٹھاس، بیٹی کی تھکے اعصاب کو تازہ دم کر دینے والی خدمت گزاری۔ ان رشتوں سے تشکیل پانے والا گھر کو سکینت مؤدت رحمت کدہ بنا دینے والا نظام زندگی! سبھی کچھ جدیدیت، لبرل سیکولر اقدار کے جنگل میں کھو گیا۔ بھیڑیے اور خنزیر بستیوں آبادیوں پر حملہ آور ہو گئے!

انقلاب حیات کیا کہیے — آدمی ڈھل گئے مشینوں میں
اور مشین کے سینے میں دل نہیں ہوتا!

پاکستان کے اپنے جھگڑے بہت ہیں۔ حکومت جس بل کی منظوری پر پھولے نہیں سما رہی وہ فیٹف بل ہے۔ یہ کیا ہے؟ فٹے منہ اور فنافٹ کا مخفف ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ پاکستان کے گرد معاشی شکنجہ کس کر فنافٹ عوام کا بھرکس نکالنا، دہشت گردی کے خطرات (خطرہ انہیں لاحق ہے ہر مسلمان سے!) سے محفوظ رکھنے اور دیگر ضمنی مقاصد جس کی تکمیل کے لیے دیگر عالمی ادارے فیٹف کے پیچھے قطار باندھے چلے آتے ہیں۔ جن کے مطالبات کی فہرست میں توہین رسالت قوانین کے خاتمے/ نظرثانی سرفہرست اور قادیانیت نواز سہولتوں کی فراہمی مزید ہے۔ اہل دین کے فلاحی ادارے مدرسے ہسپتال مساجد بند۔ نصاب تباہ۔

دہشت گردی کے جملہ حقوق بڑی طاقتوں کے نام محفوظ ہیں۔ مسلمان سرجھکا کر میزائل کھائے، گرتے گھروں تلے دب کر مرے، ان کے سارے ملک اجاڑ دیے پھر بھی دہشت گرد مسلمان ہی ٹھہرے۔ ساری کہانی فیٹف کی مالیاتی نظام کو شفاف رکھنے کی ہے اور ہم گرے لسٹ میں ہیں! ملین ڈالر سوال تو یہ ہے کہ امریکا اور 49 ممالک نے کھرب ہا کھرب ڈالر افغانستان (عراق اور شام بھی) کی

تباہی میں بہائے مگر یہ کرتوت شفاف، دودھ میں دھلے تھے؟ طالبان! ہینگ لگی نہ پھٹکری، کسی نے ڈالر تو کیا روپیہ نہ دیا۔ منی لانڈرنگ تو کیا، اپنے جوڑوں کی لانڈرنگ جتنے پیسے بھی نہ تھے، مگر تمہیں خالی ہاتھ ناکوں چنے چبوا دیے؟ ٹرمپ نے 18 ستمبر کی پریس بریفنگ میں کہا، طالبان بہت سخت جان، چست و چالاک اور تیز طرار، ہوشیار ہیں! ذرہ نوازی ہے جناب آپ کی! ورنہ مومن کی تو تعریف ہی ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمائی ہے کہ: ’مومن کی فراست سے ڈرو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔‘ (امریکی عالی شان یونیورسٹیوں، تربیتی اداروں، تھنک ٹینکوں کی دانشوری رائیگاں ہوئی!) اور آپ کا بھروسا نائٹ وژن عینک پر تھا جو دھوکا دے گئیں۔ آج وہ بھی مالِ غنیمت میں طالبان کے پاس ہیں اور ٹرمپ کہہ رہا ہے، 8 ہزار میل دور، 19 سال تک لڑنا! بس بہت ہوگئی! ہم بہت جلد اپنی تعداد 4 ہزار فوجیوں سے کم پر لے آئیں گے۔ موازنہ کر لیجیے طالبان کا فیٹف کے آگے ہتھیار ڈالتے ایٹمی پاکستان سے، شرمناک اسرائیلی معاہدوں میں بندھتے مسلم ممالک سے!

بھانڈے تو ٹرمپ پھوڑتا ہے یہ کہتے ہوئے پریس بریفنگ میں کہ: ’کویت ان معاہدوں پر بہت خوش اور پُرجوش ہے اور وہ بھی بہت جلد شامل ہو جائے گا۔ میرے سامنے 8،7 ممالک ہیں جو اس کا حصہ بننا چاہتے ہیں بہت جلد، بہت آسانی سے! کسی کو گمان نہ تھا کہ ایسا ممکن ہے! مشرقِ وسطیٰ ٹھیک ہوتا جا رہا ہے۔ ہم شام سے بھی نکل آئے ہیں لیکن وہاں کا تیل ہمارے پاس ہے اور اس پر امریکی فوجی تعینات ہیں!‘ سو یہ ہے مسلمانوں کے خون اور سیال دولت (تیل) کی کہانی! میرے کام کچھ نہ آیا یہ کمال نے نوازی! امیر کویت کو اعلیٰ ترین عسکری ایوارڈ امریکا نے دیا ہے۔ خونخوار اسلام دشمنوں سے ایوارڈ، اعزاز نہیں ہوا کرتا! اللہ کے ہاں بھی سفید، گرے اور کالی لسٹ ہے۔ دشمن کے ہاں شفاف/سفید ہوتا اللہ کے ہاں روسیاہ ہو جایا کرتا ہے۔ یہ ربانی پیمانے ہیں چند روزہ زندگی کے اسیروں کی سمجھ سے باہر! مردِ ناداں پر کلامِ نرم و نازک بے اثر! اسرائیل نے فوری غزہ پر حملہ کرکے امت کو روسیاہی دے ڈالی۔ فلسطینی، گرے گھروں زخمی عورتوں بچوں کو لیے عرب حکمرانوں کے منہ تکتے رہ گئے!

☆☆☆

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(10 تا 16 ستمبر 2020ء)

جمعرات (10 ستمبر 2020ء) کو دارالاسلام مرکز میں مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ بعد نماز ظہر ناظم زکوٰۃ سے مختصر ملاقات رہی۔ بعد ازاں شعبہ تعلیم و تربیت کے ارکان نے بیعت مسنونہ کی۔ اس کے بعد نائب امیر سے بعض تنظیمی امور کے حوالے سے ملاقات رہی۔ رات کو کراچی واپسی ہوئی۔

جمعہ (11 ستمبر 2020ء) کو جامع مسجد شادمان کراچی میں اجتماع جمعہ سے خطاب کیا۔ رات کو حلقہ کراچی جنوبی کے اجتماع میں رفقاء سے سوال و جواب کی نشست کے بعد بیعت مسنونہ ہوئی اور آخر میں رفقاء سے تذکیری خطاب کیا۔

ہفتہ (12 ستمبر 2020ء) کو طے شدہ پروگرام کے مطابق کراچی سے اسلام آباد روانگی ہوئی۔ شام کو پشاور میں حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کے اجتماع میں شرکت کی۔ بعد نماز عصر رفقاء سے سوال و جواب کے بعد بیعت مسنونہ ہوئی۔ آخر میں رفقاء سے خطاب کیا۔ نماز عشاء تک یہ اجتماع جاری رہا۔ عشاء کے بعد حلقہ کے ذمہ داران سے ملاقات کی۔

اتوار (13 ستمبر 2020ء) کی صبح فجر کے بعد ملاکنڈ روانگی ہوئی۔ وہاں محمد فہیم خان سے ملاقات کی۔ تمرگرہ میں حلقہ ملاکنڈ کے اجتماع رفقاء میں شرکت کی۔ سوال و جواب کی نشست کے بعد رفقاء سے بیعت مسنونہ کی اور خطاب کیا۔ ظہر کے بعد اجتماع مکمل ہوا۔ وہاں سے بذریعہ اسلام آباد کراچی واپسی ہوئی۔ دوران فلائٹ وفاق المدارس کے صدر عبدالرزاق اسکندر کے صاحبزادے سے ملاقات رہی۔ نائب امیر سے تنظیمی امور کے حوالے سے رابطہ رہا۔

بدھ (16 ستمبر 2020ء) کی صبح لاہور آمد ہوئی۔ ظہر سے قبل ناظم مالیات سے ملاقات کی۔ بعد نماز ظہر نائب امیر اور ڈاکٹر غلام مرتضیٰ کے ہمراہ رفیق تنظیم سلیم صاحب سے ملاقات کی۔ بعد ازاں ناظم اعلیٰ اور نائب امیر سے ملاقات رہی۔ بعد نماز مغرب نائب امیر کے ہمراہ ناظم نشر و اشاعت مرزا ایوب بیگ اور آصف حمید کے ساتھ ملاقات کی، جو بعد نماز عشاء تک جاری رہی۔

کراچی قیام کے دوران علم فاؤنڈیشن اور ریکارڈنگ کی مصروفیات رہیں۔

غلبہ و اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں — تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور — اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

شمارہ اکتوبر 2020ء، صفر المظفر ۱۴۴۲ھ

مشمولات

☆ جنسی تشدد کے بڑھتے ہوئے واقعات: ذمہ دار کون؟ — ادارہ

☆ یزید کی ولی عہدی اور سانحہ کربلا کا تاریخی پس منظر — ڈاکٹر اسرار احمدؒ

☆ قرآن مجید سے زندہ تعلق: ماضی، حال، مستقبل — حافظ شفیق احمد

☆ انسانی تاریخ میں اقامتِ دین کا تسلسل (زورِ آنے والا غلبۂ اسلام کا دور) — انجینئر محمد رشید عمر

☆ علامہ اقبال اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ — ارسلان اللہ خان

☆ خدمتِ خلق اور سیرت النبی ﷺ — پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ’’بیان القرآن‘‘ باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات: 100 ☆ قیمت فی شمارہ: 40 روپے ☆ سالانہ زرِ تعاون (اندرون ملک) 400 روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور — 36۔ کے، ماڈل ٹاؤن لاہور

ام المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

فرید اللہ مروت

ازواجِ مطہرات میں یہ فضیلت صرف حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کو حاصل ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال کے بعد سب سے پہلے وہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عقدِ نکاح میں آئیں۔

نام ونسب

آپؓ کا نام سودہ تھا، کنیت ''ام الاسود'' تھی، قریش کے مشہور قبیلہ عامر بن لوئ سے تعلق تھا، جو قریش کا سلسلۂ نسب یہ ہے، سودہ بنتِ زمعہ بن قیس بن عبدشمس بن عبدود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوئ، ماں کا نام شموس تھا، یہ مدینہ کے خاندان بنونجار سے تھیں۔

آپؓ کا پہلا نکاح

آپؓ کا پہلا نکاح سکران رضی اللہ عنہ بن عمرو سے ہوا جو ان کے والد کے چچازاد بھائی تھے۔

قبولِ اسلام اور ہجرت

ابتدائے نبوت میں مشرف بہ اسلام ہوئیں، ان کے ساتھ ان کے شوہر بھی اسلام لائے، اس بناء پر ان کو قدیم الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے، حبشہ کی پہلی ہجرت کے وقت تک حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر مکہ ہی میں مقیم رہے؛ لیکن جب مشرکین کے ظلم وستم کی کوئی انتہا نہ رہی اور مہاجرین کی ایک بڑی جماعت ہجرت کے لیے آمادہ ہوئی تو اس میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر بھی شامل ہوگئے؛ کئی برس حبشہ میں رہ کر مکہ کو واپس آئیں اور سکران رضی اللہ عنہ نے کچھ دن کے بعد وفات پائی۔

خواب میں خوش نصیبی کا اشارہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا جب سکران رضی اللہ عنہ کے نکاح میں تھیں تو انہوں نے خواب دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور آپؐ نے آتے ہی میری گردن پکڑ لی۔ انہوں نے اپنا خواب اپنے خاوند سکران رضی اللہ عنہ سے بیان کیا۔ انہوں نے کہا اگر تمہارا خواب سچا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ میں مرجاؤں گا اور تیرا نکاح حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوگا۔

ایک دوسری رات انہوں نے خواب میں دیکھا کہ چاند ان کے اوپر ٹوٹ کے گرا ہے۔ اپنے خاوند کو بتایا۔ انہوں نے کہا کہ اگر تیرا خواب سچا ہے تو میں عنقریب فوت ہوجاؤں گا اور تو میرے بعد شادی کرلے گی۔

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی حرم نبوت میں آمد

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے انتقال سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت پریشان وغمگین تھے، یہ حالت دیکھ کر خولہ رضی اللہ عنہا بنتِ حکیم (عثمان رضی اللہ عنہ بن مظعون کی بیوی) نے عرض کی کہ آپؐ کو ایک مونس ورفیق کی ضرورت ہے، آپؐ نے فرمایا: ہاں! گھر بار بال بچوں کا انتظام سب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق تھا۔ آپؐ کے ایماء سے وہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے والد کے پاس گئیں اور جاہلیت کے طریقہ پر سلام کیا، انعم صباحا، پھر نکاح کا پیغام سنایا؛ انہوں نے کہا ہاں! محمد صلی اللہ علیہ وسلم شریف کفو ہیں؛ لیکن سودہ رضی اللہ عنہا سے بھی تو دریافت کرو؛ غرض سب مراتب طے ہوگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود تشریف لے گئے اور سودہ رضی اللہ عنہا کے والد نے نکاح پڑھایا، چار سو درہم مہر قرار پایا۔

نکاح پر سیدہؓ کے بھائی کا ردعمل

نکاح کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبداللہ بن زمعہ جو اس وقت کافر تھے، آئے اور ان کو یہ حال معلوم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی کہ کیا غضب ہوگیا؛ چنانچہ اسلام لانے کے بعد اپنی اس حماقت ونادانی پر ہمیشہ ان کو افسوس آتا تھا۔

عام حالات

نبوت کے تیرہویں سال جب آپ نے مدینہ منورہ میں ہجرت کی تو حضرت زید رضی اللہ عنہ بن حارثہ کو مکہ بھیجا کہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کو لے کر آئیں؛ چنانچہ وہ اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا، حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ہمراہ مدینہ آئیں۔

سنہ 10 ہجری میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی ساتھ تھیں۔

قدوقامت

ازواجِ مطہرات میں حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ کوئی بلند وبالا نہ تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ جس نے ان کو دیکھ لیا، اس سے وہ چھپ نہیں سکتی تھیں (صحیح بخاری)

مرویاتِ حدیث

حضرت سودہ رضی اللہ عنہا سے صرف پانچ حدیثیں مروی ہیں، جن میں سے بخاری میں صرف ایک ہے، صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابن زبیر رضی اللہ عنہ اور یحیٰی بن عبدالرحمن نے اُن سے روایت کی ہے۔

اخلاق

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

''میں نے کسی عورت کو حسد سے خالی نہیں دیکھا سوائے سودہؓ کے اور سودہؓ بنتِ زمعہ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھے یہ خیال نہیں ہوا کہ اس کے قالب میں میری روح ہوتی۔'' (طبقات ابن سعد)

اطاعت اور فرمانبرداری

اطاعت اور فرمانبرداری میں وہ تمام ازواجِ مطہرات سے ممتاز تھیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواجِ مطہرات کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ میرے بعد گھر میں بیٹھنا (زرقانی:3/291) چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لیے نہ نکلیں، فرماتی تھیں کہ میں حج اور عمرہ دونوں کرچکی ہوں اور اب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق گھر میں بیٹھوں گی۔ (طبقات:8/38)

سخاوت وفیاضی

یوں تو اس زمانہ کی مسلمان عورتوں میں اس دنیا کی فانی چیزوں کو جوڑ جوڑ کر اور گن گن کر جمع کرکے رکھنے کا دستور اور رواج نہ تھا۔ دنیا اور اس کی چیزوں کے فانی اور ختم ہونے کا تصور ہمیشہ آنکھوں کے سامنے رہتا تھا۔ لیکن بعض عورتیں اپنی فیاضی وکشادہ دلی کی بناء پر اس میں خاص درجہ رکھتی تھیں۔

سخاوت اور فیاضی بھی حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ایک نمایاں وصف تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا وہ اس وصف میں بھی سب سے ممتاز تھیں، ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں ایک تھیلی بھیجی، لانے والے سے پوچھا: اس میں کیا ہے؟ بولا درہم، بولیں کھجور کی طرح تھیلی میں درہم بھیجے جاتے ہیں، یہ کہہ کر اسی وقت سب کو تقسیم کردیا (اصابہ:8/118) وہ طائف کی کھالیں بناتی تھیں اور اس

سے جو آمدنی ہوتی تھی، اس کو نہایت آزادی کے ساتھ نیک کاموں میں صرف کرتی تھیں۔ (اصابہ:8/65)

فکرِ آخرت

ام المؤمنین سیدہ سودہ ؓ جب عمر رسیدہ ہوگئیں تو ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں سرکارِ دو عالم ﷺ مجھے طلاق نہ دے دیں۔ اور وہ شرفِ زوجیت سے محروم نہ ہوجائیں۔ ان کی دلی تمنا تھی کہ وہ قیامت کے روز آپ ؐ کی ازواج میں سے اٹھیں۔ اس بنا پر انہوں نے اپنی باری حضرت عائشہ ؓ کو دے دی اور انہوں نے خوشی سے قبول کرلی۔ (صحیح بخاری و مسلم)

ظرافت

ام المؤمنین سیدہ سودہ ؓ کے مزاج میں ظرافت اس قدر تھی کہ اکثر حضور ﷺ کو ہنسایا کرتے تھے۔ کبھی کبھی اس انداز سے چلتی تھیں کہ آپ ہنس پڑتے تھے۔ ایک مرتبہ کہنے لگیں کہ کل رات کو میں نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی، آپ ؐ نے (اس قدر دیر تک) رکوع کیا کہ مجھ کو نکسیر پھوٹنے کا شبہ ہوگیا، اس لیے میں دیر تک ناک پکڑی رہی، آپ ﷺ اس جملہ کو سن کر مسکرا اُٹھے۔

اولاد

آنحضرت ﷺ سے کوئی اولاد نہیں ہوئی، پہلے شوہر (حضرت سکران ؓ) نے ایک لڑکا یادگار چھوڑا تھا، جس کا نام عبدالرحمن تھا؛ انہوں نے جنگ جلولاء (فارس) میں شہادت حاصل کی۔

سانحہ ارتحال

ایک دفعہ ازواج مطہرات ؓ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر تھیں انہوں نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ! ہم میں سب سے پہلے کون مرے گا، فرمایا کہ جس کا ہاتھ سب سے بڑا ہے، لوگوں نے ظاہری معنی سمجھے، ہاتھ ناپے گئے تو سب سے بڑا ہاتھ حضرت سودہ ؓ کا تھا (طبقات: 8/37) لیکن جب سب سے پہلے حضرت زینب ؓ کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی بڑائی سے آپ کا مقصود سخاوت اور فیاضی تھی:

ام المؤمنین سودہ ؓ نے سیدنا حضرت عمر بن خطاب ؓ کے دورِ خلافت کے آخری دنوں میں 73 سال کی عمر میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ ان کی نماز جنازہ سیدنا حضرت عمر ؓ نے پڑھائی۔ انہیں مدینہ منورہ کے معروف قبرستان جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

”قرآن اکیڈمی ڈیفنس کراچی“ میں

09 تا 11 اکتوبر 2020ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

نقباء کورس

(نئے و متوقع نقباء کے لیے)

کا انعقاد ہو رہا ہے،

زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 021-34306041 / 0332-1333395

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

رفقاء متوجہ ہوں ان شاءاللہ

”مسجد تقویٰ مرکز تنظیم اسلامی متصل پولیس چوکی گرین ٹاؤن، جمالپور روڈ، گجرات“ میں

11 تا 17 اکتوبر 2020ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:

☆ جہاد فی سبیل اللہ ☆ اسلام کا انقلابی منشور

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 053-3600937 / 03344600937

المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت: 78-35473375(042)

"ابلیس کی مجلس شوریٰ" اور حالاتِ حاضرہ (4)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

(گزشتہ سے پیوستہ)

تیسرا مشیر چوتھے مشیر کے جواب میں کہتا ہے: ؎

میں تو اس کی عاقبت بینی کا کچھ قائل نہیں
جس نے افرنگی سیاست کو کیا یوں بے حجاب!

یعنی مسولینی کی عاقبت اندیشی کسی کام کی نہیں، کیونکہ اس نے فرنگی سیاست کو لوگوں کے سامنے بے نقاب کر کے رکھ دیا ہے۔ کمیونزم کے خلاف اصل ہتھیار مغربی سرمایہ داری نظام تھا، مسولینی نے اس ہتھیار کو کند کرنا شروع کر رکھا ہے اور وہ کہتا ہے کہ پہلے تم بھی لڑتے تھے، تمہارے ہاتھوں بھی خوں ریزیاں ہوتی تھیں، کمزور طبقات کا استحصال ہوتا تھا، آج اگر یہی کام میں کرتا ہوں تو مجھ پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے۔

پانچواں مشیر صدر مجلس ابلیس کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ ؎

اے ترے سوزِ نفس سے کارِ عالم اُستوار
تو نے جب چاہا کیا ہر پردگی کو آشکار

جنابِ صدر! آپ کے سوزِ نفس سے ہی تو عالمی نظامِ سیاست چل رہا ہے اور آپ نے جب چاہا چھپے ہوئے رازوں سے پردہ اٹھا دیا۔

آب و گِل تیری حرارت سے جہانِ سوز و ساز
ابلہِ جنت تری تعلیم سے دانائے کار

یہ زمین جو آب و گل (پانی اور مٹی) کا مجموعہ ہے اور اسی سے جہان میں سب کچھ تخلیق کیا گیا ہے، اس میں سوز و ساز تمہاری حرارت کی بدولت ہے۔ اے ابلیس! تمہاری ہی تعلیم سے سادہ لوح لوگ فلسفی اور دانا ہیں۔

تجھ سے بڑھ کر فطرتِ آدم کا وہ محرم نہیں
سادہ دل بندوں میں جو مشہور ہے پروردگار

اس مقام پر مشیر کا انداز اپنے گرو ابلیس کے بارے میں انتہائی خوشامدانہ ہے۔ وہ کہتا ہے کہ اے ابلیس! فطرتِ آدم سے جس قدر تو واقف ہے اس قدر واقف تو وہ ہستی بھی نہیں ہے جسے سادہ دل بندے پروردگار مانتے ہیں۔ (معاذ اللہ) حضور ﷺ کی ایک حدیث ہے کہ جنت میں رہنے والے بہت سادہ لوح ہوں گے اور ابلہ جنت سے بھی یہی سادہ لوح لوگ مراد ہیں۔

کام تھا جن کا فقط تقدیس و تسبیح و طواف
تیری غیرت سے ابد تک سرنگوں و شرمسار

یعنی فرشتوں کا ہر وقت یہی کام ہے کہ وہ باری تعالیٰ کی تقدیس، تسبیح اور طواف میں مصروف رہیں۔ وہ سراپا تسلیم و رضا ہیں، مگر تیری "غیرت" (اللہ سے سرکشی اور بغاوت) سے وہ ابد تک ربّ تعالیٰ کے سامنے شرمسار اور سرنگوں ہو گئے ہیں۔ "بالِ جبریل" میں علامہ نے "جبریل و ابلیس" کے عنوان سے ایک نظم لکھی ہے جو دونوں کے مابین ایک مکالمہ ہے۔ اس کے چند اشعار ملاحظہ کیجیے:

جبریل: ہمدمِ دیرینہ! کیسا ہے جہانِ رنگ و بو؟
ابلیس: سوز و ساز و درد و داغ و جستجوئے و آرزو!
جبریل: ہر گھڑی افلاک پر رہتی ہے تیری گفتگو
کیا نہیں ممکن کہ تیرا چاکِ دامن ہو رفو؟
ابلیس: آہ اے جبریل! تو واقف نہیں اس راز سے
کر گیا سرمست مجھ کو ٹوٹ کر میرا سبو
اب یہاں میری گزر ممکن نہیں، ممکن نہیں
کس قدر خاموش ہے یہ عالمِ بے کاخ و کُو!

پانچواں مشیر اپنی بات کو جاری رکھتے ہوئے کہتا ہے: ؎

گرچہ ہیں تیرے مرید افرنگ کے ساحر تمام
اب مجھے ان کی فراست پر نہیں ہے اعتبار

دنیا میں افرنگ کے تمام جادوگر تیرے مرید ہیں، مگر مجھے ان کی فہم و فراست پر کسی قسم کا اعتبار نہیں ہے۔

وہ یہودی فتنہ گر، وہ روحِ مزدک کا بروز
ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جنوں سے تار تار

یہودی فتنہ گر (کارل مارکس) میں مزدک کی روح ظاہر ہو چکی ہے۔ بروز کا مطلب کسی گزرے ہوئے شخص کی روح کا جزوی یا کلی طور پر کسی اور انسان میں ظاہر ہو جانا ہے۔ مزدک پانچویں صدی عیسوی میں ایران میں پیدا ہوا۔ تحقیق یہ بتاتی ہے کہ وہ زرتشت کا پیروکار تھا۔ زرتشتی فلسفہ یہ تھا کہ ایک نیکی کا خدا ہے جس کا نام "یزداں" ہے اور ایک بدی کا خدا ہے جس کا نام "اہرمن" ہے، اور ان دو خداؤں کے اوپر پھر ایک بڑا خدا ہے جسے "خدائے خدائیگاں" قرار دیا جاتا ہے۔ یہ ویسے ہی ہے جیسے آنحضور ﷺ کی بعثت سے قبل مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کو بڑا خدا مانتے تھے مگر اس کے نیچے نیچے اور بے شمار خداؤں کے بھی قائل تھے۔ یورپ میں بھی یونانی یا رومن تہذیب میں "G" سے لکھا جانے والا God ایک ہی ہے، لیکن "g" سے لکھے جانے والے gods and godesses بے شمار ہو سکتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی مہادیو ایک ہے مگر دیوی اور دیوتاؤں کا شمار ہی نہیں۔ بہرحال مزدک نے اس فلسفے کو فروغ دیا۔ اُس نے مزید کہا کہ حسد، کینہ، بغض، نفرت، لڑائیاں، جنگیں، فتنے، دنگے اور فساد سب عدم مساوات کی وجہ سے ہیں۔ اگر دنیا میں مساوات قائم ہو جائے تو تمام فتنوں کی جڑ کٹ سکتی ہے۔ لہٰذا اس کا خیال تھا کہ زر، زن اور زمین کو تمام انسانوں میں برابر تقسیم کر دینا چاہیے۔ یہ فلسفہ سب سے پہلے مزدک کے ذریعے دنیا میں آیا اور اس کی جانب دوسری چھلانگ کارل مارکس نے لگائی۔ ۵۴۸ء میں ایرانی بادشاہ نوشیرواں نے مزدک کو اس کے فلسفے کی بنیاد پر قتل کر دیا اور اس کے پیروکاروں کو بھی ہلاک کرا دیا۔

زاغ دشتی ہو رہا ہے ہمسرِ شاہین و چرغ
کتنی سرعت سے بدلتا ہے مزاجِ روزگار

مشیر کے خیال میں کمیونزم کے آنے سے صحرائی کوے شاہین اور شکروں کے برابر ہو رہے ہیں۔ کاشتکار زمیندار کے برابر، مزدور کارخانہ دار کے برابر اور محروم طبقات سرمایہ دار کے برابر ہو رہے ہیں اور اس کے خیال میں یہ بات ابلیسیت کے نظام کے خلاف ہے۔

چھا گئی آشفتہ ہو کر وسعتِ افلاک پر
جس کو نادانی سے ہم سمجھے تھے اِک مُشتِ غبار

یہ بالشویک انقلاب جو ایک ملک (روس) میں آیا تھا اب اس کی سرحدوں کو توڑ کر پوری دنیا کو اپنے زیر اثر

لانے کے لیے نکل چکا ہے۔ اس سے ہمارا سرمایہ دارانہ نظام ختم ہو جائے گا' ہمارا سیاسی کھیل تباہ و برباد ہو جائے گا۔ ہم تو نادانی میں اسے ایک مشت غبار سمجھ رہے تھے۔

فتنۂ فردا کی ہیبت کا یہ عالم ہے کہ آج
کانپتے ہیں کوہسار و مرغزار و جوئبار

علامہ اقبال کی دُور بینی کا اندازہ کیجیے کہ وہ درج بالا شعر میں کمیونزم کے پھیلاؤ کو ''ہیبت'' سے تعبیر کر رہے ہیں' حالانکہ علامہ کی زندگی میں وہ نقشہ تو پیش نہیں آیا تھا جب واقعی کمیونزم کی ہیبت سے پورا مغربی بلاک کانپ رہا تھا' اس اندیشے سے کہ کمیونزم کے مقابلے میں اب ہمارے سرمایہ دارانہ نظام کے قدم جمے نہیں رہیں گے۔

میرے آقا! وہ جہاں زیر و زبر ہونے کو ہے
جس جہاں کا ہے فقط تیری سیادت پر مدار

اس مقام پر ابلیس کا مشیر شدتِ جذبات سے پھٹ پڑا ہے۔ صدر مجلس ابلیس کو پکارتے ہوئے کہتا ہے کہ میرے آقا! ہم نے جس ظالمانہ' جابرانہ' استحصالی سرمایہ دارانہ نظام کو قائم کیا تھا' اب وہ ختم ہوتا ہوا محسوس ہو رہا ہے' اس کے تار و پود بکھرتے نظر آ رہے ہیں۔ اسی سرمایہ دارانہ نظام کی وجہ سے تو آپ کی ابلیسیت اور شیطنت کا راج دنیا میں قائم ہے۔ اسی لیے ہم نے اسے خوشنما اور روشن خیال بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیا ہے۔ اگر یہ نظام ختم ہو گیا' تو روئے ارضی سے ابلیسیت کا خاتمہ ہو جائے گا۔

نظم کے آخر میں ابلیس اختتامی خطاب کرتے ہوئے اپنے مشیروں سے کہتا ہے:

ہے مرے دست تصرف میں جہانِ رنگ و بو
کیا زمیں' کیا مہر و مہ' کیا آسمانِ تو بتو

یہ عالم رنگ و بو' یہ دنیا میرے دست تصرف اور کنٹرول میں ہے۔ یہاں میری فوج ہے' میرے چیلے ہیں' میرے ایجنٹ ہیں اور میرے قائم کردہ نظام کے محافظ ہیں' نہ صرف زمین' بلکہ چاند' سورج اور آسمان بھی میرے کنٹرول میں ہیں۔

دیکھ لیں گے اپنی آنکھوں سے تماشا غرب و شرق
میں نے جب گرما دیا اقوامِ یورپ کا لہو

اس شعر میں دوسری عالمی جنگ کی پیشین گوئی ہے۔ پہلی عالمگیر جنگ کی طرح یہ جنگ بھی مغربی قوتوں کے مابین تھی اور اس میں کروڑوں انسان موت کے منہ میں چلے گئے تھے۔

اب تیسری عالمگیر جنگ ہمارے سروں پر لٹک رہی ہے۔ اس جنگ کا میدان یورپ نہیں بلکہ مشرق وسطیٰ ہو گا اور وہاں پر جنگ کی ایک بہت بڑی بھٹی دہکے گی۔ اس طرح عربوں کے ساتھ سنگین ترین معاملہ ہونے والا ہے۔ اس جنگ کو بائبل کی زبان میں آرمیگاڈان (ARMAGEDDON) کہا جاتا ہے۔ حدیث نبویؐ میں بھی اس جنگ کے بارے میں خبریں ہیں اور اسے اَلْمَلْحَمَۃُ الْعُظْمٰی اور اَلْمَلْحَمَۃُ الْکُبْرٰی کہا گیا ہے۔ یہ تاریخ انسانی کی سب سے بڑی جنگ ہو گی جو کئی سالوں پر محیط ہو گی۔

کیا امامانِ سیاست' کیا کلیسا کے شیوخ
سب کو دیوانہ بنا سکتی ہے میری ایک ہو!
کارگاہِ شیشہ جو ناداں سمجھتا ہے اسے
توڑ کر دیکھے تو اس تہذیب کے جام و سبو

ان اشعار میں مغرب کی دجالی تہذیب کا تذکرہ ہو رہا ہے' جو ہدایت ربانی سے محروم ہے۔ موجودہ زمانے میں امریکی صدر جارج ڈبلیو بش اسی کی دہائی دے رہا ہے۔ بش کہتا ہے کہ ہماری تہذیب یا ہمارے طرزِ زندگی کو اگر خطرہ ہے تو وہ صرف اسلامی بنیاد پرستوں (Islamic Fundamentalist) سے ہے۔ ماضی میں بھی فرعون کا یہی نعرہ تھا جو موجودہ حالات میں فرعونِ وقت جارج بُش لگا رہا ہے۔ فرعون کہتا تھا کہ موسیٰ اور ہارون (علیہما السلام) ہمارے مثالی تہذیب و تمدن اور ہمارے نظامِ زندگی کو تباہ کرنے کے درپے ہیں' یہ ہمارے نظام کے لیے خطرہ ہیں۔ ابلیس فخریہ انداز میں پورے اعتماد کے ساتھ اور چیلنج کے سے انداز میں امامانِ سیاست اور کلیسا کے شیوخ کو اپنی ایک ہو کے ذریعے دیوانہ بنانے کا مدعی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آج ہماری مذہبی قیادت اور سیاسی رہنما بھی اسلام کے انقلابی تصور سے ناآشنا ہیں۔ ان کے سامنے صرف اسلام کا مذہبی تصور ہے' یعنی عقیدہ' عبادات اور سماجی رسومات وغیرہ۔ اسلام کے نظام عدلِ اجتماعی سے وہ غافل ہیں۔

دستِ فطرت نے کیا ہے جن گریبانوں کو چاک
مزدکی منطق کی سوزن سے نہیں ہوتے رفو

علامہ کا یہ شعر بہت ہی عمدہ ہے۔ اس میں بتایا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کی سرشت میں امتیازات رکھ دیے ہیں۔ علامہ نے فطرت کا لفظ استعمال کیا ہے' مگر میں اس کی جگہ لفظ ''سرشت'' استعمال کر رہا ہوں' کیونکہ فطرت روحانی تقاضوں کا نام ہے اور اس کی نسبت باری تعالیٰ کی جانب ہے' جیسے قرآن میں فرمایا گیا کہ:

﴿فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَاط﴾ (الروم:30)۔ لیکن یہ حقیقت ہے کہ لوگوں کی سرشت میں فرق موجود ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ یہ ختم ہونے والا نہیں ہے' لہٰذا اس فرق کو ختم کرنے کے لیے ایرانی فلسفی مزدک کی منطق کارگر نہیں ہو سکتی۔ اسلام کے معاشی نظام میں بھی اس فرق کو ختم نہیں کیا گیا' بلکہ اس کو حدود میں رکھا گیا ہے۔ (جاری ہے)

﴿وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ﴾ (طٰهٰ:14) ''اور نماز قائم کرو میری یاد کے لیے!''
فلسفۂ دین کی رُو سے
طالبانِ قرآن اور خادمانِ دین کے لیے
نماز کی خصوصی اہمیت
ڈاکٹر اسرار احمدؒ
کے دو (2) فکر انگیز اور بصیرت افروز خطابات
o امپورٹڈ بک پیپر o عمدہ طباعت o خوبصورت ٹائٹل
o صفحات:56 o قیمت:60 روپے
مکتبہ خدام القرآن لاہور، 36 کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور، 3-042-35869501

علم کی عظمت

محمد آصف احسان

انسان کی زندگی میں دو دن بہت اہمیت رکھتے ہیں۔ پہلا دن، جب اس کی پیدائش ہوتی ہے اور دوسرا دن، جب وہ ادراک کرتا ہے کہ اس کی تخلیق کا مقصد کیا تھا۔

میں نے تدبر کیا تو معلوم ہوا کہ اپنی زندگی کی غرض و غایت کو جاننے، صراط مستقیم کو پانے اور ذات باری تعالیٰ کی معرفت حاصل کرنے کے لیے علم حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے۔ علم کی بناء پر انسان حسن وقبح اور حق و باطل کے مابین تمیز کرتا ہے، آخرت میں کامیابی سے ہم کنار ہونے کے لیے پاک باز اور صالح زندگی گزارتا ہے اور یقین کامل کے ساتھ اپنے فیضان کو عام کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص علم سے تہی دست و بے پرواہ ہو تو اس کے شب وروز شبہات و وساوس کی جولان گاہ بن جاتے ہیں۔ جہالت سے لبریز ایسی زندگی میں کیا کیف وسرور جو دوسروں کی کورانہ پیروی، فکر و نظر کے انتشار اور معاملات کی زبوں حالی سے عبارت ہو۔

علم کی اس فضیلت و منزلت ہی کی وجہ سے قرآن حکیم صراحت کے ساتھ کہتا ہے: ’’اللہ سبحانہ وتعالیٰ تم میں سے اہل ایمان اور اہل علم کے درجات کو بلند کرتے ہیں۔‘‘ (المجادلۃ)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صاحب علم کو عبادت کرنے والے پر اس طرح فوقیت حاصل ہے جس طرح میں تمہارے (ایمان کے اعتبار سے) ادنیٰ شخص پر فضیلت رکھتا ہوں۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ سلیمان علیہ السلام کو اختیار دیا گیا: ’’علم لیں یا سلطنت!‘‘ آپؑ نے علم کو ترجیح دی۔ اللہ تعالیٰ نے آنجناب علیہ السلام کو علم بھی دیا اور سلطنت بھی عطا فرمائی۔

ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے تھے: ’’جو شخص حصول علم کے سفر کو جہاد نہیں مانتا، اس کی عقل میں نقص ہے۔‘‘

حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے: ’’علم حاصل کرنا اور اس پر عمل پیرا ہونا دنیا اور دنیا میں موجود تمام نعمتوں سے بہتر ہے۔‘‘

امام شافعی رحمہ اللہ کا مقولہ ہے: ’’علم حاصل کرنا نوافل کی ادائیگی سے افضل ہے۔‘‘

قتادہ رحمہ اللہ کہتے تھے: ’’علم کا ایک باب جو انسان اپنی اور دوسروں کی اصلاح کے لیے حاصل کرتا ہے، پورے سال کی عبادت سے افضل ہے۔‘‘

رب تعالیٰ نے مجھے اس نکتے کا فہم عطا کیا کہ علم سے عاری شخص ابلیس کے پُر پیچ ہتھکنڈوں کا آسان ہدف ہے۔ جہالت زدہ انسان کو شیطان اکثر اوقات خالق کی عبادت سے روکتا ہے۔ اگر اس میں اطاعت وفرمانبرداری کا جوش و ولولہ زیادہ ہو تو ابلیس اسے بدعات کی طرف مائل کرتا ہے۔ کبھی کبھار اسے سونیکیوں کا شوق دلا کر ایک ایسے گناہ کے ارتکاب پر اکساتا ہے جو اس کے تمام اعمال صالحہ کو داغ دار اور اس کی شخصیت کو بے وقعت کر دیتا ہے اور بعض اوقات شیطان انسان کو ایسی نیکی کرنے کی ترغیب دیتا ہے جس کی حالات کے اعتبار سے ضرورت کم اور جز معمولی ہوتی ہے۔ اس طرح وہ جاہل شخص کو حقیقی کار خیر سے غافل اور اس کے بڑے ثواب سے محروم کر دیتا ہے۔

ایک شخص (جس کو حق تعالیٰ نے علم لدنی سے سرفراز کیا تھا) نے وضو کیا۔ نماز کی نیت باندھنے کے قریب تھا کہ اس کا وضو ٹوٹ گیا۔ نفس بولا: ’’تم نے نماز کی ادائیگی کے لیے وضو کیا تھا لیکن اللہ نے تمہاری کوشش وعبادت کی قدر نہیں کی اور اس کے حکم سے تمہارا وضو ٹوٹ گیا۔ جو ذات عزت افزائی نہیں کرتی اس کی خوشنودی کے لیے کیوں اپنی جان ہلکان کرتے ہو؟‘‘ وہ شخص نفس سے مخاطب ہوا: ’’تمہاری چال فرسودہ اور دلیل بودی ہے۔ یہ بات ثابت شدہ ہے کہ رب ذوالجلال حکیم ہے اور اس کا کوئی فعل بھی تدبیر وحکمت سے خالی نہیں۔ ممکن ہے میرے وضو میں قصد کے بغیر کچھ کسر رہ گئی ہو اور اللہ چاہتا ہو کہ میں احتیاط اور درستی کے ساتھ دوبارہ وضو کروں۔ یا ممکن ہے اللہ کو میرا وضو کرنا اچھا لگتا ہو اور وہ چاہتا ہو کہ مجھے دوسری مرتبہ وضو کرتے ہوئے دیکھے (کیا سعادت ہے مخلوق کی کوئی ادا خالق کو بھلی لگے، عابد کی عبادت معبود کو پسند آئے)۔ یا ممکن ہے رب کریم کو قیامت کے روز میرے چہرے، ہاتھوں اور پاؤں کی تابندگی اور چمک میں اضافہ مقصود ہو اور وہ چاہتا ہو کہ میں پھر وضو کروں جیسا کہ مخبر صادق علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ’’روز قیامت میری امت کو وضو کے نشانات کی وجہ سے روشن اور سفید چہرے، ہاتھوں اور پاؤں والے‘‘ ’’لقب سے پکارا جائے گا۔ تو تم میں سے جو شخص اپنی تابانی اور سفیدی کو زیادہ کر سکتا ہے اسے چاہیے کہ ضرور کرے۔‘‘

میرے عزیز! روز جزا کا مالک آپ کے دین و ایمان کو سلامت رکھے اور آپ کو علم نافع عطا فرمائے۔ غور کریں اگر اس شخص میں صرف عبادت کرنے کا جذبہ ہوتا اور اس کی علم سے وابستگی نہ ہوتی تو نفس اپنے مکروفریب کے ساتھ اس سے اس طرح کھیلتا جس طرح بچہ اپنے کھلونوں سے دل بہلاتا ہے۔

پروردگار عالم نے اپنے فضل وکرم سے آپ کو جو لیاقت و قابلیت دی ہے اسے فقط دنیا اور اس کی عارضی لذتوں کے حصول کے لیے نہ کھپائیں۔ اپنے وقت کا کچھ حصہ قرآن کریم کے علوم ومعارف، احادیث، سیرت نبوی، فقہ اور اسلاف کے پُرسوز واقعات کے مطالعہ کے لیے وقف کریں۔ انسان کی پیدائش کا مقصد بلند درجات والے رب کی عبادت کرنا ہے۔ علم ہو تو عبادت میں راحت وسکون ہے وگرنہ عبادت ایک بے روح عادت میں بدل جاتی ہے۔ حق سبحانہ وتعالیٰ کی محبت ومعرفت سے دور ایک تھکا دینے والی عادت!

دعائے صحت کی اپیل

☆ نیو ملتان کے نقیب محمد افضل حق کا دماغ کا آپریشن ہوا ہے۔

برائے بیمار پرسی: 0333-6162750

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی ان کے لیے دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَأْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا

Israel, the West's favorite 'democracy' in the Middle East, is a serial rights abuser

Western governments never tire of telling their people that Israel is the 'only democracy' (so-called) in the Middle East with which they share many common values. For countries such as those in North America, or Australia and New Zealand, this is certainly true. All of them are built on lands of indigenous peoples that were massacred through waves of genocide. Israel is on its way to achieving the same outcome except that the indigenous Palestinians are not ready to disappear quietly. But there is one area in which Israel has left behind even its Western admirers and supporters: mistreatment and abuse of Palestinian prisoners, including children.

Amid a stifling heatwave, Israel's Ofer prison authorities have confiscated Palestinian prisoners' fans and electrical appliances. For the record, the fans and electrical appliances were purchased by the Palestinians from the Israeli prison canteen, at double the regular price. Israeli exploitation knows no bounds. The latest Israeli brutality occurred amid a massive crackdown on protests that erupted following the death of a Palestinian prisoner in Israeli custody. Daoud Talaat al-Khatib, 45, died due to ill-treatment and medical negligence in prison last week. Some 850 Palestinian prisoners in Ofer prison (located west of Ramallah) protested against the ill-treatment. During the crackdown on protests, Israeli forces injured 26 prisoners and confiscated all electrical devices, including fans, as a punitive measure. "The first punishment that the prison administration usually resorts to is confiscating fans, which prisoners could have inside prisons for the first time in 1992, following a mass hunger-strike initiated by around 17,000 prisoners for 15 days," the Middle East Eye (MEE) reported quoting Qadura Fares, head of the Palestinian Prisoners Club. "The prison administration does not consider electrical appliances a right for prisoners, but rather a privilege. "This is why it regularly confiscates them, although prisoners buy them with their own money from the prison canteen for double the real price," the MEE report continued.

The fans do not—and cannot—provide any respite from the stifling heat. All they do is circulate the hot humid air. The Israelis do not allow even that much less air conditioning that the prisoners have been demanding. The Israeli occupiers say that air conditioners are a luxury and not allowed in prisons. But in winter, they turn them on in interrogations rooms to force Palestinian prisoners to confess to crimes they have not committed. Addameer, the Prisoner Support and Human Rights Association, which advocates for Palestinian political prisoners, says the number of Palestinians in Israeli jails reached around 5,000 in April 2020. This has occurred at a time when the COVID-19 pandemic is spreading throughout the world. Palestinian prisoners are particularly vulnerable because of the cramped and unhygienic conditions in which they are held. There are at least 41 female detainees and 183 children, of whom 20 are under the age of 16, among the 5,000 Palestinian prisoners.

Claire Nicoll, Conflict and Humanitarian

5,000 Palestinian prisoners.

Claire Nicoll, Conflict and Humanitarian Advocacy Advisor at Save the Children, said Palestinian children languish in Israeli jails that are "not fit for humans." She described the plight of terrified Palestinian children shackled in chains that were brought before an Israeli court charged with "throwing stones". In the 'only democracy in the Middle East' and a close Western ally, throwing stones at Israeli tanks and armored personnel carriers in a crime punishable by jail term.

Palestinian children are abused, physically and sometimes even sexually, and tortured in Israeli gulags. Ms. Nicoll appealed to Israel to release the child prisoners, especially amid the pandemic but her appeal has fallen on deaf ears. Palestinian prisoners are especially vulnerable. The Palestinian Prisoner Society (PPS) reported on September 8 that Israeli prison authorities at Ofer admitted a 38-year-old Palestinian prisoner had been infected with coronavirus. According to the PPS, there were now 12 Palestinian prisoners in Ofer prison who have tested positive for the coronavirus, raising the total number of recorded cases among Palestinian in Israeli jails to 29. In a statement released on its Facebook on Friday (September 4), the Palestinian Commission of Detainees' Affairs said that "the intense heat and high humidity have turned the lives of prisoners in various Israeli prisons into hell during the past days."

The 'only democracy in the Middle East' (so-called), however, can do no wrong. After all, it is a close ally of the West!

__Source__*: Adapted from an article by Ayman Ahmed; published in the Crescent International*

ضرورت رشتہ

☆ عمر 36 سال، ایئر کرافٹ انجینئر، ایئر لائن میں ملازمت کے لیے تعلیم یافتہ، صوم صلوٰۃ اور شرعی پردہ کی پابند، لاہور میں رہائش پذیر لڑکی کا رشتہ مطلوب ہے۔

برائے رابطہ: 0313-7427362

☆ کراچی کی اردو سپیکنگ فیملی کو اکلوتے بیٹے، تعلیم بی ای، ایم بی اے (جاری)، عمر 27 سال، قد 5 فٹ 10 انچ کے لیے کراچی کی رہائشی، تعلیم یافتہ اور دینی مزاج کی حامل فیملی سے ڈاکٹر لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ برائے رابطہ: 0341-2106151

انا للہ وانا الیہ راجعون دعائے مغفرت

☆ تنظیم اسلامی نیو ملتان کے رفیق حافظ عبدالکریم وفات پا گئے۔

☆ حلقہ بہاولنگر، چشتیاں کے مبتدی رفیق محمد اسحق شاد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0308-7929003

☆ نیو ملتان کے رفیق شیخ اعجاز الحق کے والد وفات پا گئے۔

برائے تعزیت: 0300-6321123

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ وَاَدْخِلْھُمْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھُمْ حِسَابًا یَّسِیْرًا

تنظیمی اطلاعات

حلقہ سرگودھا میں امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع کی تاریخوں میں تبدیلی

پلانر 2020ء کے مطابق حلقہ سرگودھا میں امراء، نقباء و معاونین تربیتی و مشاورتی اجتماع 16 تا 18 اکتوبر 2020ء رکھا گیا تھا، جس میں بوجوہ تبدیلی کی جا رہی ہے۔

متعلقہ ذمہ داران سے مشورہ کے بعد اب مذکورہ بالا اجتماع 04 تا 06 دسمبر 2020ء (بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار) کو رکھنے کا طے کیا گیا ہے۔ امراء و ناظمین حلقہ جات سے درخواست ہے کہ وہ متعلقہ حضرات کو اس تبدیلی سے مطلع فرما دیں۔

حلقہ لاہور شرقی کی مقامی تنظیم "شاہدرہ" میں ڈاکٹر سید اقبال حسین کا بطور امیر تقرر

امیر لاہور شرقی کی طرف سے مقامی تنظیم شاہدرہ میں تقرر امیر کے لیے اپنی تجویز کے ساتھ رفقاء کی آراء ارسال کی گئیں۔

امیر محترم نے مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس منعقدہ 06 اگست 2020ء میں مشورہ کے بعد ڈاکٹر سید اقبال حسین کو مقامی تنظیم شاہدرہ کا امیر مقرر فرمایا۔

حلقہ کراچی وسطیٰ میں عارف جمال فیاضی کا بطور امیر تقرر

مرکز کے فیصلے کے تحت یہ طے کیا گیا تھا کہ امراء و ناظمین حلقہ جات کے تقرر کے حوالے سے ہر تین سال بعد نظر ثانی کی جائے گی۔ اس حوالے سے نائب ناظم اعلیٰ جنوبی پاکستان کی طرف سے امیر حلقہ کراچی وسطیٰ کے تقرر کے لیے اپنی رائے کے ساتھ ذمہ داران حلقہ اور امراء مقامی تناظیم و معاونین کی آراء ارسال کی گئیں۔

امیر محترم نے آراء کو مدنظر رکھتے ہوئے مرکزی عاملہ کے اجلاس منعقدہ 20 اگست 2020ء میں مشورہ کے بعد عارف جمال فیاضی کا بطور امیر حلقہ کراچی وسطیٰ تقرر فرمایا۔

Vol. 29 Regd. C.P.L NO. 114 No.32

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore